سفینۂ نجات

اتّباعِ قُرآن وسُنّت

تالیف

محترمہ عابدہ نسیم بنتِ ڈاکٹر عبدالماجد لاری رحمۃ اللہ علیہا

ترتیب: انجینئر مُحمّد نسیم حفظہ اللہ

تہذیب ومراجعت

فضیلۃ الشیخ ابُوعدنان مُحمّد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

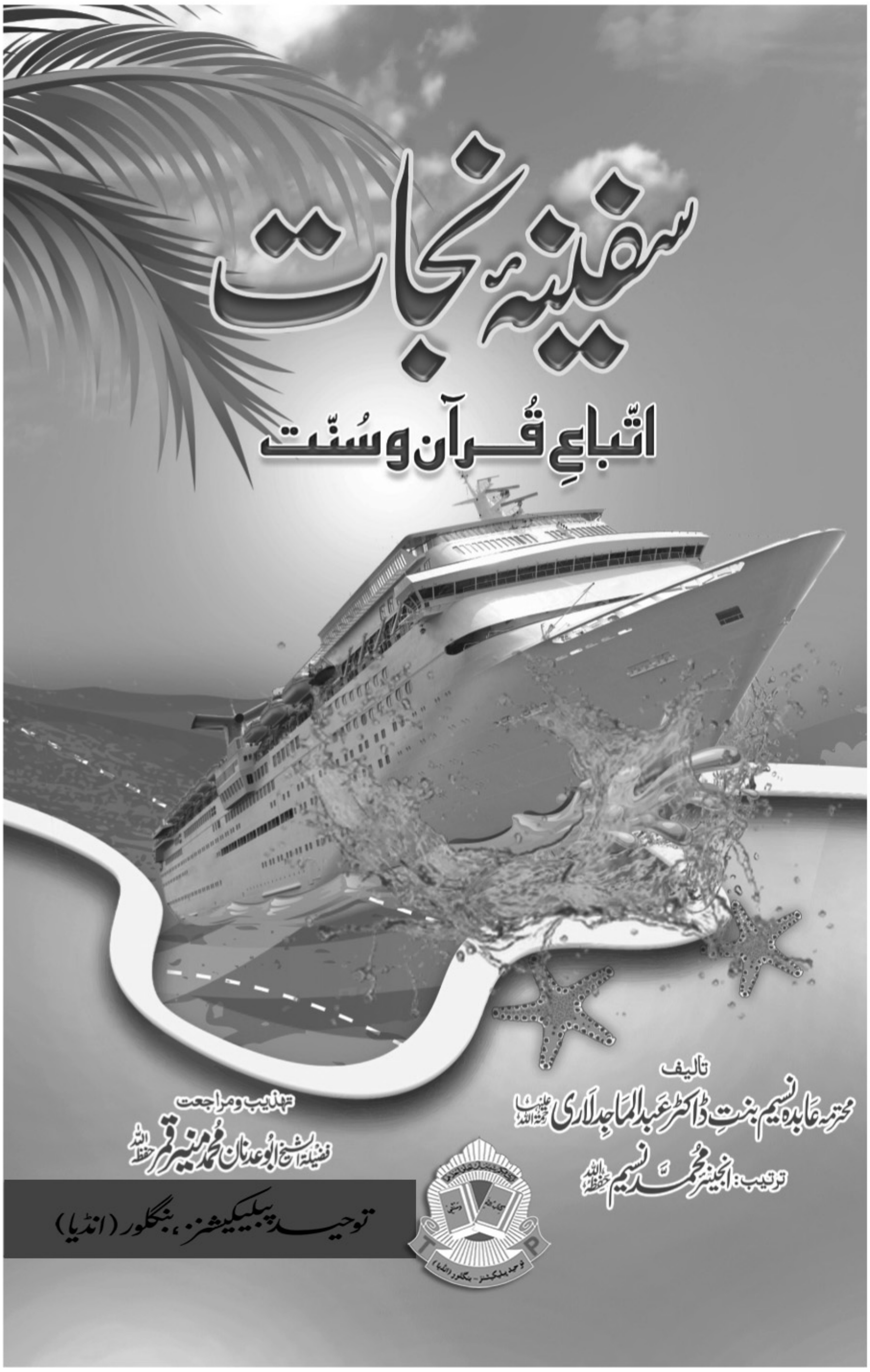
سفینۂ نجات
اتّباعِ قُرآن و سُنّت
تالیف
محترمہ عابدہ نسیم بنتِ ڈاکٹر عبدالماجد اَری رحمۃ اللہ علیہا
ترتیب: انجینئر مُحمّد نسیم حفظہ اللہ
تہذیب و مراجعت
فضیلۃ الشیخ ابُوعدنان مُحمّد منیر قمر حفظہ اللہ
توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سفینۂ نجات

اتباعِ قرآن وسنت

تالیف: محترمہ عابدہ نسیم بنتِ ڈاکٹر عبدالماجد لاری رحمۃ اللہ علیہ

تهذیب ومراجعت: فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

اشاعت ——— جنوری 2020ء

کمپوزنگ ——— نادیہ قمر سلمہا اللہ

سیٹنگ ——— ابوسفیان عزیزی

ہندوستان میں ملنے کے پتے

1-Tawheed Publications
Contact:Mr.M.R.Khan,S.R.K.Garden,
Phone# 9900446193
BANGALORE-560 041

1- توحید پبلیکیشنز
رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، ایس. آر. کے. گارڈن،
فون: ۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳
بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۴۱

Published By
Tawheed Publications
#43, S.R.K. Garden, BENGALURU-41
Email : tawheed_pbs@hotmail.com
khanmr1977@gmail.com

Read "Tawheed Publications" books for authentic information about ISLAM

فہرست

❀ تقدیم ---------------- فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ -------------- 7

❀ پیش لفظ -- 11

❖ انسان کی تخلیق -- 13

❖ توحید -- 18

❖ نماز کی فضیلت -- 19

❖ نماز کی اہمیت -- 21

❁ نماز سے غفلت کی سزا -- 22

❖ روزہ -- 23

❖ زکات -- 25

❖ حج -- 27

❖ جہاد -- 28

❖ تربیتِ اولاد -- 30

❖ اسلامی آداب -- 32

❖ شرک اور دیگر گناہوں سے خبردار رہنا ------------------------------ 32

❖ شرکِ اکبر -- 33

❖ شرکِ اصغر ---------- 36

❖ بدعت وضلالت ---------- 37

۞ غیر مسنون دعائیں اور وظیفہ ---------- 40

۞ ماہِ شعبان کی بدعت ---------- 41

۞ مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد ---------- 41

❖ زنا وتہمت ---------- 43

❖ جھوٹ ---------- 45

❖ بدگمانی، غیبت اور چغل خوری ---------- 46

❖ وعدہ خلافی ---------- 47

❖ بدکلامی اور الزام تراشی ---------- 48

❖ عفو ودرگزر ---------- 49

❖ جھوٹی قسمیں کھانا ---------- 50

❖ حسد ---------- 51

❖ جادو ---------- 52

۞ اسلام میں حقوق کی ادائیگی ---------- 53

۞ حقوق اللہ ---------- 53

❖ حقوق العباد ---------- 54

❖ والدین کے حقوق ---------- 55

❖ ازدواجی زندگی کے آداب ---------- 57

❖ بیوی کے خاوند پر حقوق ---------- 58

❖ خاوند کے بیوی پر حقوق -- 59
❖ حقوق المسلمین -- 62
❖ قرابت داروں کے حقوق -- 63
❖ پڑوسی کے حقوق -- 64
❖ تکبر، غرور اور ترکِ کلام -- 66
❖ اسلامی احکام -- 68
❖ بے پردہ عورتیں -- 70
❖ سود، رشوت اور حرام کی دولت -- 71
❖ وراثت کا بیان -- 73
❖ مہر کی ادائیگی -- 75
❖ قرض کا بیان -- 76
❖ حسنِ اخلاق -- 77
❁ صبر و تحمل -- 78
❁ شرم و حیا -- 79
❁ عدل و انصاف -- 80
❁ ایثار و قربانی اور نیکی سے پیار -- 81
❁ احسان و بھلائی -- 82
❁ سچائی -- 82
❁ صلہ رحمی -- 83
❁ ظلم اور خیانت -- 84

❖ اسراف -- 86
❖ قرآن پاک ذریعۂ نجات ہے ---------------------------------- 89
❖ جنات سے نجات حاصل کرنے کے لیے-------------------------- 92
۞ رات کو سوتے وقت پڑھنے کے اذکار --------------------------- 94
❖ قرآنی دعائیں و تسبیح --- 94
❖ رمضان المبارک کی ایک مخصوص دعا------------------------------ 95
❖ صبح وشام پڑھنے کی تسبیح -------------------------------------- 96

بسم الله الرحمن الرحيم

تقدیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أما بعد:

معزز قارئین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذہن ایک خاص سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، ان کے نزدیک مال ومتاعِ دنیا کی کوئی حیثیت نہیں تھی، وہ تو ہمہ وقت فوز وفلاحِ آخرت کے طلبگار رہتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے سوالات ہی کچھ اس طرح کے ہوتے:

«دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يَنْفَعُنِي أَوْ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ» [1]

''مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔''

یا پھر پوچھا: «مَا النَّجَاةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ!» [2] ''اے اللہ کے رسول! نجات کی راہ کیا ہے؟'' اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑے جامع ومانع انداز

---

[1] صحيح سنن النسائي (١١٣٨)

[2] صحيح الترمذى للألباني (٢٤٠٦)

سے راہِ نجات اور اعمالِ نجات کی خبر دیتے رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نجاتِ اخروی تو ہم سبھی کا مطمحِ نظر ہے۔ اس کتاب میں بھی مؤلفہ رحمہا اللہ نے قرآن وسنت کی روشنی میں بعض ان اعمال کا ذکر کیا ہے جو ہماری کشتی کو ساحلِ امان ونجات تک لے جانے والے ہیں اور اس کا نام بھی ''سفینۂ نجات'' ہی منتخب کیا ہے۔

مؤلفہ رحمہا اللہ الخبر (سعودی عرب) میں ایک طویل عرصے تک مقیم رہیں اور حلقہ خواتین میں اپنے زبان وقلم سے ان کی راہنمائی کرتی رہیں۔ زیرِنظر کتاب اس سے قبل ''ضروری اسباق'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے اور اب یہ کتاب مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ (ڈسکہ)، ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالہ اور توحید پبلی کیشنز بنگلور کی طرف سے ''سفینۂ نجات'' کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔ اسے ہم نے حسبِ استطاعت مزید معیاری ومفید بنانے کی کوشش کی ہے اور اس کا یہ اڈیشن گذشتہ طباعت سے تحقیق وحوالہ جات اور جدید اضافوں کے ساتھ زیادہ باعثِ استفادہ ہوگا، ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلفہ رحمہا اللہ کی تالیف اور ہماری محنت کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔

ہمارے فاضل عزیز حافظ شاہد رفیق صاحب مدنی حفظہ اللہ (ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالہ) نے کتاب کو اپنی نگاہِ باریک بیں سے بیش از بیش سجا دیا ہے۔ جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْراً فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَة.

اللہ تعالیٰ مؤلفہ رحمہا اللہ کے شوہرِ نامدار جناب انجینئر ابو عابد محمد نسیم صاحب حفظہ اللہ اور آپ کی اولاد کو بھی جزائے خیر سے نوازے جو اس کتاب کی طباعت واشاعت کے اخراجات مہیا کرنے میں پیش پیش رہے۔ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ أَهْلِهِمْ وَمَالِهِمْ.

اس کتاب کی کمپوزنگ کا ایک حصہ تو مؤلفہ رحمہا اللہ کی اولاد نے تیار کیا اور اس کی تکمیل ہماری لختِ جگر نادیہ قمر سلمہا اللہ نے کی۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ فِيْ الدَّارَيْنِ خَيْراً.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

مترجم شرعی کورٹ الخبر

وداعیہ متعاون بمکاتب الجالیات

(دعوہ سنٹرز) الخبر والراکہ والدمام (سعودی عرب)

بروز جمعہ

۱۴۴۱/۳/۲۵ھ مطابق 2019/11/22ء

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن، وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْن، وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْن، أَمَّا بَعْدُ:

اس وقت جبکہ دنیا بھر میں فساد اور بے سکونی کی لہر دوڑ رہی ہے، ہر طرف بے یقینی اور بدامنی کی کیفیت پائی جاتی ہے اور ہر شخص پریشان حال ہے، ایسے حالات میں ہم کس کی طرف رجوع کریں؟ کون ہماری راہنمائی کرے؟ ظاہر ہے یہ کام وہی کر سکتا ہے جو ہمارے حالات سے ہم سے بڑھ کر واقف ہو، اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے، جو ہر چیز پر قدرت اور پورا اختیار رکھتا ہے۔ وہ جس کے آگے زمین و آسمان کی ہر چیز جھکی ہوئی اور اس کی فرمانبردار ہے۔

آیئے! اس کی طرف رجوع کریں اور اس سے راہنمائی طلب کریں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن کو پڑھا اور سمجھا جائے، اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچایا جائے اور اس کی راہنمائی میں زندگی گزارنے کے اصول طے کیے جائیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

«خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ»[1]

[1] صحيح البخاري (٥٠٢٧)، سنن أبي داود (١٤٥٢)، سنن الترمذی (٢٩٠٩)

’’تم میں سے سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو قرآن کا علم حاصل کریں اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیں۔‘‘

قرآن تو سمندر ہے، اس میں سے ہم اگر قطرہ بھی پالیں تو ہماری خوش نصیبی ہوگی۔ قرآن کی تعلیم عام مسلمانوں تک پہنچانے کی جو ناچیز کوشش میں نے کی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں مجھے کامیابی دے۔

اللہ ہم سب کو ہدایت دے اور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ہم سب کو اپنے بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ [البقرۃ: ۱۲۷]

’’اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔‘‘

عابدہ نسیم

الثقبہ، الخبر، سعودی عرب، بحرین

منشی پورہ، مئو، انڈیا

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ / ۲۴ جون ۲۰۰۵ء

Email: naseemmn@yahoo.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِينُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ .أَمَّا بَعْدُ:

بلاشبہ حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے اور اسی سے بخشش مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے اسی کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ عام مسلمانوں کے لیے دینِ اسلام سے تعلق رکھنے والی جن باتوں کا جاننا ضروری ہے میں نے اسی کے پیشِ نظر یہ کتابچہ مرتب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے اور میری کوشش قبول فرمائے۔ آمین

انسان کی تخلیق

﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴾ [التين: ٤]

’’بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو سب سے اچھی بناوٹ میں پیدا کیا ہے۔‘‘

انسان اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے۔ سورۃ التین میں ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴾ [التين: ٥-٦]

''پھر ہم نے اسے لوٹا کر نیچوں سے سب سے نیچا کر دیا۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے تو ان کے لیے ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔''

انسان کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے لیے کی ہے۔ سورۃ الملک میں اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ [الملك:١-٢]

''بہت برکت والا ہے وہ کہ تمام بادشاہی صرف اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے اور وہی سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے۔''

انسان کا خسارہ اور ہلاکت واضح ہے کہ جب تک وہ زندہ رہتا ہے اس کے شب و روز سخت محنت کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ پھر جب وہ موت سے ہم کنار ہوتا ہے تو موت کے بعد بھی اسے آرام و راحت نصیب نہیں ہوتی، بلکہ وہ جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔ ہاں اس خسارے سے وہ لوگ محفوظ ہیں جو ایمان اور عملِ صالح کے جامع ہیں۔ کیونکہ ان کی زندگی چاہے جیسے بھی مشکلات میں گزری ہو، موت کے بعد وہ بہرحال ابدی نعمتوں اور جنت کی پر آسایش زندگی سے بہرہ ور ہوں گے۔

دنیا میں سب سے بڑی نعمت اسلام ہے اور قرآنِ کریم بہترین ضابطۂ حیات ہے جس کے زریں اصولوں پر چل کر ہم اپنی آخرت سنوار سکتے ہیں۔ ہر صاحبِ ایمان

کا یقین ہے کہ ہر ذی نفس کو ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، لیکن ہم ہیں کہ رات دن اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی میں لگے ہوئے ہیں۔ کھلے عام شیطان کی پیروی کرتے ہیں، کیونکہ وہ گناہ کے کاموں کو آراستہ کر کے دکھاتا ہے، اور ویسے بھی گناہ میں لذت ہے جو انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور اللہ کے خوف سے بیگانہ کر دیتی ہے۔ آج کے معاشرے میں ہم نے سب کچھ دنیا کو سمجھ لیا ہے جبکہ آخرت بہتر ہے۔ دنیا کی زندگی تو فانی ہے اور دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ ﴾ [الحدید: ۲۰]

’’جان لو کہ بے شک دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل ہے اور دل لگی ہے اور بناؤ سنگھار ہے۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ﴾ [الحدید: ۲۱]

’’اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کی طرح ہے۔‘‘

آج کے دور میں کچھ اسلام دشمن عناصر ہمیں دنیا کی چند روزہ زندگی کی دل فریبیوں میں الجھا کر جنت سے دور اور دوزخ کے قریب کرنا چاہتے ہیں۔ خصوصاً خواتین کو مردوں کے شانہ بہ شانہ چلنے اور مرد کے برابر ثابت کرنے کا چسکا لگا کر پستی کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان حالات میں ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ قرآنِ کریم نے ہمارے لیے جو رہنما اصول دیے ہیں

انھیں اپنا نصب العین بنا لیں اور اپنے اپنے دائرۂ کار میں رہ کر اللہ کا فضل تلاش کریں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا پیارا قانون ہے کہ مرد پر کمانے کی ذمے داری اور عورت کو گھر اور عزت و آبرو کی نگران اور بچوں کی پرورش کا ذمہ دے کر اس کے قدموں تلے جنت رکھ دی ہے۔ باعصمت پردہ دار عورت اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

« اَلْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا؛ دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ »[1]

''جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، پردے میں رہ کر اپنی حفاظت کرے، شوہر کی اطاعت کرے اور رمضان کے روزے رکھے؛ وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتی ہے۔''

سبحان اللہ! ہمیں چاہیے کہ ایمان اور حیا کا دامن تھامے رکھیں، ایسی صورت میں شریکِ حیات بھی ویسا ہی ملتا ہے۔ سورت نور میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ ﴾ [النور: ٢٦]

''گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہیں، اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔''

ہمارے معاشرے میں اسلامی انقلاب کی ایک عظیم جدوجہد جاری ہے۔ اس راہ میں جہاں مرد حضرات اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں، وہیں خواتین بھی

[1] صحیح الترغیب و الترهیب (١٩٣٢،٢٤٢١)، صحیح الجامع (٦٦٠)

کوشاں و سرگرداں ہیں۔ خواتین کے حصے میں ان کے دین، ان کے معاشرے اور آیندہ نسلوں کی بہتر تربیت کرنے کی ذمے داری ہے، اور یہ ذمے داری اسی وقت ادا ہوسکتی ہے کہ دین کو سر بلند کرنے میں اور اسے برپا کرنے میں ہم سب بھی بھرپور حصہ لیں۔ ہم خواتین کی یہی کوشش اور جدوجہد اسلام کی خدمت شمار ہوگی ان شاء اللہ، جیسا کہ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ [التوبة: ٧١]

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکات دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا، بے شک اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ [التحريم: ٦]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔''

ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہیں۔ اگر وہ اچھی تربیت کریں گے تو بچے اور وہ خود بھی دنیا و آخرت میں سعادت مند ہوں گے، اور اگر تربیت میں ذرا بھی غفلت کی تو بچے بدبخت بن جائیں گے اور وہ

اس کے ذمے دار ہوں گے۔ حدیث میں آیا ہے:

«أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»

''خبردار! تم میں سے ہر ایک حکمراں ہے اور ہر ایک اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے۔''

توحید

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے:

① توحید و رسالت پر ایمان۔ ② نماز۔

③ روزہ۔ ④ زکات۔

⑤ حج۔

اسی طرح سے اسلام کے پانچ ستون ہیں۔ کلمہ توحید کا اقرار دینِ اسلام کا سب سے پہلا بنیادی رکن ہے۔ توحیدِ ذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں اکیلا، بے مثال اور لا شریک مانا جائے۔ ساری مخلوق کا خالق، رازق اور مالک صرف اللہ ہی ہے۔ قیامت کے روز انسان کی نجات کا انحصار دو باتوں پر ہوگا: ایمان اور عملِ صالح۔ ایمان سے مراد ہے:

① اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان۔ ② رسالت پر ایمان

③ آخرت پر ایمان۔ ④ فرشتوں پر ایمان۔

⑤ آسمانی کتابوں پر ایمان ⑥ اچھی یا بری تقدیر پر ایمان۔

ایمان کی بنیاد کلمہ توحید پر ہے: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' یعنی ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔''

عقیدۂ توحید بنی نوعِ انسان کے لیے سب سے بڑی رحمت ہے۔ اللہ اپنی

ذات میں اکیلا و بے مثل ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات اول اور آخر ہے، اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بھی واحد اور بے مثل ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الاخلاص میں فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④﴾ [الاخلاص:۱-٤]

''کہہ دے وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ ہی بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ کبھی کوئی ایک اس کے برابر کا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی صفات ان کلمات سے عیاں ہوتی ہیں جو افضل ترین دعائے عرفہ میں بھی ہیں:

«لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر»[1]

''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

زندہ مخلوق کے علاوہ کائنات کی دیگر اشیا مثلاً پتھر، شجر، سورج، چاند، ستارے، زمین و آسمان، پہاڑ، حتیٰ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہیں۔

نماز کی فضیلت

توحید کے بعد نماز اسلام کا دوسرا اہم ترین رکن اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک

[1] سنن الترمذی (۳۵۸۵)، طبراني كبير (۱۲/٤۲۵)، مسند أحمد (۲۰/۲۱۰)، صحيح الجامع (۱۳۷۳)

قرار دیا ہے۔ فرمایا:

«قُرَّة عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ»[1]

''نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔''

نیز ارشادِ نبوی ہے:

''قیامت کے روز (حقوق اللہ) میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، جس کی نماز درست طریقے سے پڑھی گئی ہوگی، وہ کامیاب و کامران ہوگا۔''[2]

قرآنِ کریم میں 75 مرتبہ نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٣٤ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝٣٥﴾ [المعارج: ٣٤-٣٥]

''اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنتوں میں عزت دیے جانے والے ہیں۔''

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ﴾

[العنكبوت: ٤٥]

''اس کی تلاوت کر جو کتاب میں سے تیری طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کر، بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ﴾ [البقرة: ١٥٣]

---

[1] صحيح النسائى (٣٩٣٩)، مسند أحمد (١٣٠٨٩)، السلسلة الصحيحة (١٨٠٩)

[2] صحيح أبو داود (٨٦٤)، صحيح ابن ماجه (١١٨٠)، السلسلة الصحيحة (١٣٥٨)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔“

مزید فرمایا:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝٤ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾

[الماعون: ٤،٥]

”پس ان نمازیوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے۔ وہ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔“

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”پانچوں نمازیں باقاعدگی سے ادا کرنے والا، زکات ادا کرنے والا اور رمضان کے روزے رکھنے والا قیامت کے دن صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔“[1]

”جو شخص قرآن یاد کر کے بھلا دیتا ہے اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا ہے اس کا سر پتھر سے کچلا جائے گا۔“[2]

نماز کی اہمیت

اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل نماز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«بَيْنَ الْعَبْدِ وَ بَيْنَ الْكُفْرِ (أَوِ الشِّرْكِ) تَرْكُ الصَّلَاةِ»[3]

”(مسلمان) آدمی اور شرک یا کفر کے درمیان (حدِ فاصل) ترکِ نماز ہے۔“

---

[1] صحيح ابن خزيمه، و ابن حبان، و مسند البزار، صحيح الترغيب (٣٦١)

[2] صحيح البخارى (١١٤٣)، نسائي في الكبرىٰ (٧٦٥٨)، ابن حبان (٦٥٥)، مسند أحمد (٢٠٠٩٤)

[3] رواه مسلم، و أحمد، و أبو داودو، والترمذي و النسائي و ابن ماجه، صحيح الترغيب (٥٦٣)

نیز فرمایا:

''روزانہ باقاعدگی سے پانچ نمازیں ادا کرنے سے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''[1]

نماز سے غفلت کی سزا:

سورۃ الماعون میں اللہ تعالیٰ نے اُن نمازیوں کے لیے ہلاکت اور تباہی بتائی ہے جو نماز کے معاملے میں غفلت اور بے پروائی سے کام لیتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اقوام کی تباہی اور ہلاکت کا اصل سبب ترکِ نماز ہی بتایا ہے۔ قیامت کے روز جہنمیوں کا ایک گروہ جہنم میں جانے کا سبب یہ بیان کرے گا:

﴿ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴾ [المدثر: ٤٣]

''ہم نمازی نہیں تھے۔''

''دس برس کی عمر میں اگر بچہ نماز کا عادی نہ بنے تو اسے مار کر نماز پڑھوانی چاہیے۔''[2]

''صرف نمازِ عصر کا فوت ہو جانا ایسا ہے جیسے کسی کا گھر بار لُٹ جائے۔''[3]

''باجماعت نماز نہ پڑھنے والے لوگوں کے گھروں کو رسولِ اکرم ﷺ نے جلانے کا ارادہ فرمایا۔''[4]

---

[1] رواه البخاري، و مسلم، والترمذي، والنسائی، صحيح الترغيب (٣٥٢-٣٥٦)، معاجم ثلاثه طبراني، صحيح الترغيب (٣٥٧، ٣٥٩)

[2] أبو داود. مجموع فتاویٰ ابن باز (١٨٦/٢٩) وصححه.

[3] صحيح البخاري (٣٦٠٢)، صحيح مسلم (٢٨٨٦)، مسند أحمد (٢٣٦٤٢)

[4] صحيح البخاري (٦٤٤)، صحيح مسلم (٦٥١)، سنن أبي داود (٥٤٨)، سنن الترمذي (٢١٧)، سنن ابن ماجه (٧٩١)، مسند أحمد (١٠٨٧٧)

روزہ

رمضان کا مہینا اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت اور رحمت کا مہینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر امت پر روزہ فرض رہا ہے۔قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ [البقرة: ١٨٣]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزہ رکھنا لکھ دیا گیا ہے، جیسے ان لوگوں پر لکھا گیا جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔“

نبیِ مکرم ﷺ نے روزے کے عظیم اجر کو یوں بیان کیا ہے:

«مَنْ صَامَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» [1]

”جس شخص نے ایمان کی حالت میں رمضان کے پورے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے گا جو پہلے ہو چکے ہیں۔“

نیز فرمایا:

”روزہ وہ ڈھال ہے جو عذاب سے بچاتی ہے۔“ [2]

روزے میں نہایت اہتمام کے ساتھ ہر برائی سے دور رہنے کی کوشش کیجیے۔ اس لیے کہ روزے کا مقصد ہی زندگی کو پاکیزہ بنانا ہے۔ روزے کی حالت میں زبان کی خاص طور پر حفاظت کرنی چاہیے، تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو جائے۔ رمضان کا مہینا بہت بابرکت مہینا ہے۔ اس میں کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے، اسی مہینے میں شبِ قدر بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

---

[1] صحيح البخاري (٢٠١٤)، صحيح مسلم (٧٦٠)

[2] مسند أحمد (١٧٩٣٩)، طبرانی کبیر (٥٨/٩)، صحيح الجامع (٣٨٦٧)

﴿ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴾ [القدر: ۳]

''قدر کی رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''شبِ قدر کو اس ماہ کی آخری دس طاق راتوں میں تلاش کرو۔ وہ یہ ہیں: ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹۔''[1]

شبِ قدر میں زیادہ سے زیادہ نفل نمازوں کا اہتمام کرنا چاہیے، کیونکہ قرآن اسی رات میں نازل ہوا۔ اس رات کو کثرت سے توبہ واستغفار کرنی چاہیے، اس مبارک مہینے میں کثرت سے نیکی کے کام کرنے چاہئیں، ان میں سحری اور افطار کا اہتمام کرنا چاہیے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴾ [القدر: ۱-۵]

''بلاشبہ ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا۔ اور تجھے کس چیز نے معلوم کروایا کہ قدرت کی رات کیا ہے؟ قدر کی رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر امر کے متعلق اترتے ہیں۔ وہ رات فجر طلوع ہونے تک سراسر سلامتی ہے۔''

افطار سے پہلے دعا کرنی چاہیے، کیونکہ اس وقت کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ ارشادِ مبارک ہے:

''روزے دار کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا۔''[2]

---

[1] صحيح البخاري، صحيح أبو داود (١٢٥٢)، صحيح الجامع (١٢٤٢-١٢٤٥)

[2] مسند أحمد (٢٣٧٦)، مجموع فتاوىٰ ابن عثيمين (٢٠/٢٦١) وحسنه.

نیز فرمایا:

’’روزے دار جنت میں ایک مخصوص دروازے سے داخل ہوں گے، اس دروازے کا نام ریّان ہے۔ جب روزے دار داخل ہو جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر کوئی اور اس دروازے سے نہیں جا سکے گا۔‘‘[1]

مزید فرمایا:

’’روزہ سفارش کرے گا اور کہے گا: پروردگار! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور دوسری لذتوں سے روکے رکھا، خدایا! تو میری سفارش اس شخص کے حق میں قبول فرما۔‘‘[2]

’’جس شخص نے کسی بیماری یا بنا کسی شرعی عذر کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو عمر بھر کے روزے رکھنے سے بھی ایک روزے کے تلافی نہیں ہو سکے گی۔‘‘[3]

زکات

اسلام نے ایک پاکیزہ اور خوشحال معاشرہ قائم کرنے کے لیے ایک مکمل معاشی نظام فراہم کیا ہے جس میں نظامِ زکات اہم کردار ادا کرتا ہے، اس کی بنیاد بھائی چارہ اور صلہ رحمی پر رکھی گئی ہے۔ زکات اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے

---

[1] صحيح البخاري (١٨٩٦)، صحيح مسلم (١٠٢٧)

[2] مسند أحمد، معجم طبراني كبير، مستدرك حاكم، مشكاة المصابيح (١٩٦٣)، صحيح الترغيب (٩٧٣)

[3] صحيح البخاري معلقاً بصيغه التمريض قبل حديث (١٩٣٥) وأخرجه موصولًا، سنن أبي داود (٢٣٩٦)، سنن الترمذي (٧٢٣)، سنن النسائي الكبرىٰ (٣٢٨)، سنن ابن ماجه (١٦٧٢)، مسند أحمد (٩٩٠٨)، و ضعفهٗ الألباني في ضعيف الجامع (٥٤٦٢) وغيره.

ایک رکن ہے، اس کے دینی و دنیاوی فوائد کے سلسلے میں ہمیں قرآن کریم میں 82 مرتبہ اس کا تذکرہ ملتا ہے، اور زکات نہ ادا کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں زکات اور صدقہ و خیرات کی مثال اس دانے سے دی ہے جو زمین میں بویا جاتا ہے، اس سے سات بالیاں نکلتی ہیں اور ہر بالی میں سو دانے یعنی ایک دانے سے سات سو دانے نکلتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ: ۲۶۱)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے زکات ادا کرنے والوں کو ''سچے مومن'' قرار دیا ہے۔ فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ﴾ [الأنفال: ٣، ٤]

''وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور اس میں سے جو ہم نے انھیں دیا، خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں۔''

وہ بے خوف وخطر ہوں گے، چنانچہ فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة: ٢٧٧]

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور نماز قائم کی اور زکات دی ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

یہ اموال و اولاد آزمائش بھی ہیں، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ ﴾ [التغابن: ١٥]

''تمھارے مال اور تمھاری اولاد تو محض ایک آزمائش ہیں۔''

زکات کے علاوہ صدقہ اور خیرات بھی کرتے رہنا چاہیے، ارشاد ہے:

﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيمٌ ﴿92﴾﴾ [آل عمران: ۹۲]

''تم پوری نیکی ہرگز حاصل نہیں کرو گے، یہاں تک کہ اس میں سے کچھ خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو اور تم جو چیز بھی خرچ کرو گے تو بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''قیامت کے دن صدقہ مومن پر سایہ بن جائے گا۔''[1]

نیز فرمایا:

''جو شخص کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میوے کھلائے گا، جو شخص کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں سبز ریشم پہنائے گا، جو کوئی کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں عمدہ شراب پلائے گا۔''[2]

ج

بندوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھے وہ حج کرے، دنیاوی ذمے داریوں کی وجہ سے حج کرنے میں بالکل تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ جب اللہ تعالیٰ اتنا دے کہ آپ اس خوش گوار فریضے کو ادا کر سکیں تو

---

[1] مسند أحمد (۱۷۳۳۳)، ابن خزیمه (2431)، ابن حبان (۳۳۱۰)، الصحیحة (۳۴۸۴)

[2] تخريج أبو داود (۱۶۸۲) وحسنهٔ الأرناؤوط والعسقلاني في تخريج المشكاة (۲/۲۹۴)، سنن الترمذي (۲۴۸۴)، طبرانی کبیر (۱۲/۹۷)، مستدرك الحاكم (۷۴۲۲)

انسان کو چاہیے جتنی جلدی ہو سکے اس فریضے کو انجام دے۔ زندگی کا کوئی بھروسا نہیں۔ قرآنِ کریم میں سورت آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ﴿٩٧﴾﴾ [آل عمران: ٩٧]

''اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے، اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بہت بے پروا ہے۔''

انسان کی اس سے بڑی تباہی اور محرومی اور کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیازی اور بے تعلقی کا اعلان فرمائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے میرا جی چاہتا ہے کہ ان پر جزیہ لگا دوں، وہ مسلمان نہیں، وہ مسلمان نہیں۔''[1]

حج کو جانے کی وسعت نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کے گھر کو دیکھنے کی تمنا اور مسجدِ نبوی کی زیارت کی آرزو سے اپنے سینے کو منور رکھنا چاہیے، ان جذبات کے بغیر کوئی سینہ مومن کا سینہ نہیں بلکہ ایک ویران کھنڈر ہے۔ ارشادِ مبارک ہے:

''حج اور عمرے کے لیے جانے والے اللہ کے خصوصی مہمان ہیں، وہ اللہ سے دعا کریں تو وہ قبول فرماتا ہے۔ اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔''[2]

جہاد

جہاد اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اور افضل عبادت

[1] التلخيص الحبير (٢/٢٣) وصححهُ، شرح الاعتقاد (١٥٦٧) لالكائي.

[2] مسند البزار، صحيح الجامع (٣١٧٣)

ہے۔ شرعی جہاد کے لیے نیت کا درست ہونا ضروری ہے، اس لیے کہ عملوں کا انحصار نیتوں پر ہے۔[1]

جہاد میں صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی بلندی مقصود ہونی چاہیے، ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: ١١١]

''بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں، اس کے بدلے کہ یقیناً ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں، پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں اس کے ذمے پکا وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو اپنے اس سودے پر خوب خوش ہو جاؤ جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

ارشادِ مبارک ہے:

''جو صرف اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ کا دین بلند ہو، وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔''[2]

نفس سے جہاد کرنا یعنی انسان اپنے نفس کو دینی امور کی تعلیم کی طرف مائل کرے اور ان پر عمل کے لیے اسے آمادہ کرے۔ نفسانی خواہشات سے دور رہنے کی

---

[1] صحيح البخاري (١)

[2] صحيح البخاري (١٢٣)، صحيح مسلم (١٩٠٤)، سنن أبي داود (٢٥١٧)، سنن الترمذي (١٦٤٦)، سنن النسائي (٣١٣٦)، سنن ابن ماجه (٢٧٨٣)، مسند أحمد (١٩٧٤٠)

کوشش کرے اور یہ جہاد کی انواع میں سب سے بڑا جہاد ہے، یہاں تک کہ اسے ''جہادِ اکبر'' کا بھی نام دیا جاتا ہے، لیکن جہادِ اکبر والی تمام روایات کو علما و ماہرین فنِ حدیث نے ضعیف و بے اصل قرار دیا ہے۔[1]

تربیتِ اولاد

جب انسان انتقال کر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں، مگر تین چیزیں ہمیشہ کے لیے باقی رہ جاتی ہیں:

① صدقہ جاریہ۔

② ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

③ نیک اولاد جو والدین کے لیے دعا کرتی رہے۔[2]

بچوں کی تربیت اسلامی طریقے سے کرنی چاہیے۔ آج معاشرے میں پھیلنے والی گمراہی، بے علمی، جھوٹ، مکر، فریب، خیانت، بے حیائی اور ان جیسی اَن گنت سماجی اور مذہبیت سے جنم لینے والی سب برائیوں کا باعث بچوں کی عدمِ تربیت اور والدین کا ان کی طرف سے غفلت برتنا ہے۔

اے میری بہنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچا لو۔ اولاد کے سامنے والدین کا حسنِ سلوک ہی ان کی سب سے اچھی تربیت ہے۔ بچوں کو نماز اور اچھے برے کی تعلیم دینا تمام والدین کا اوّلین فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور رسولِ اکرم ﷺ کی محبت ان کے دل میں پیدا کرنی چاہیے اور قرآنِ کریم کی تعلیم

---

[1] ضعیف الجامع، الضعیفه (٢٤٦٠)، مجموع فتاویٰ ابن باز (٣٨٦/٢٦)، مجموع فتاویٰ ابن تیمیه (١٩٧/١١)

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیه (١٩١/١)، وقال: صحیح، مجموع فتاوی ابن باز (٣٤٠/٤)

دینی چاہیے۔ ہر مرد، عورت، لڑکے، لڑکیوں کو چاہیے کہ قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں۔ اپنی اولاد کو کفر، گالی گلوچ، لعن طعن اور بدکلامی سے ڈرانا اور سمجھانا چاہیے کہ کفر وتکبر حرام ہے، جو خسارے اور دوزخ میں دخول کا سبب بنتا ہے۔

تمام والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کے سامنے اپنی زبانوں کی حفاظت کریں تاکہ انھیں پیروی کے لیے اچھا نمونہ پیش کر سکیں۔ اس کے لیے سب سے پہلے اپنی اصلاح کرنا چاہیے، بچوں کو بچپن سے ہی حرام اور حلال کی تمیز سے روشناس کرانا چاہیے۔ فحش رسالے پڑھنے دیکھنے سے منع کرنا چاہیے۔ ٹی وی یا سیٹلائٹ پر فحش پروگرام، فلمیں یا گانے دیکھنے سے خود بھی پرہیز کرنا چاہیے اور بچوں کو بھی منع کرنا چاہیے۔ آج کل انٹرنٹ کے غلط استعمال سے بہت برائیاں پھیل رہی ہیں۔ ہمیں آج کے نئے دور کی سبھی برائیوں سے خود کو بچانا چاہیے اور اپنے بچوں کو بھی تنبیہ کرنی چاہیے۔

تکبر، شرکِ اکبر اور ریا کاری اور حرام کاموں سے بچنا چاہیے، قرآن میں اس کے لیے بہت سخت وعید آئی ہے۔ ہر کام سے پہلے ''بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ'' پڑھنا سکھانا چاہیے، ان کا اخلاق اچھا ہو، اس کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ ارشادِ مبارک ہے:

«أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ، الْخُلُقُ الْحَسَنُ» [1]

''میزانِ حسنات میں سب سے بھاری عمل حسنِ اخلاق ہوگا۔''

---

[1] مسند أحمد (٢٧٥٩٥)، صحيح ابن حبان (٤٨١) كتاب السنه لابن أبي عاصم (٧٨٢)، صحيح الجامع (١٣٤)

اسلامی آداب

من جملہ ان کے چند حسبِ ذیل ہیں:

① سلام کرنا۔

② خندہ پیشانی سے ملنا۔

③ دائیں ہاتھ سے کھانا پینا۔

④ ہر کھانے پینے سے قبل "بِسْمِ اللّٰهِ" کہنا اور فارغ ہونے کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا۔

⑤ والدین، رشتہ داروں، پڑوسیوں، بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ برتاؤ میں شرعی آداب کا خیال رکھنا۔

⑥ لڑکے اور لڑکی کی پیدائش پر مبارکباد دینا۔

⑦ شادی کے موقع پر برکت کی دعا کرنا۔

⑧ مصیبت زدہ شخص کے ساتھ ہمدردی کرنا۔

⑨ ایک دوسرے کے کام آنا۔

⑩ دعوت قبول کرنا۔

⑪ جنازے میں شامل ہونا۔

⑫ نیکی کے کام میں آگے بڑھ کر حصہ لینا۔[1]

شرک اور دیگر گناہوں سے خبردار رہنا

من جملہ ان گناہوں کے چند حسبِ ذیل ہیں:

[1] للتفصيل: الأدب المفرد للإمام البخاري و كتاب الأدب للإمام البيهقي وغيرهما.

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک، جادو، ناحق کسی کو قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا،میدانِ جنگ سے فرار ہونا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، والدین کی نافرمانی، رشتے داروں کے ساتھ بدسلوکی، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسمیں کھانا، پڑوسی کو تکلیف دینا، جان و مال اورعزت وغیرہ کے معاملات میں لوگوں کے ساتھ نا انصافی کرنا، نشہ آور چیزیں استعمال کرنا، جوا کھیلنا، غیبت و چغل خوری وغیرہ، جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

شرکِ اکبر

شرک کی کئی اقسام ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ''شرک فی الذات'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا ''شرک فی العبادات'' ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا ''شرک فی الصفات'' کہلاتا ہے۔ عقیدۂ شرک بنی نوعِ انسان کے لیے سب سے بڑی لعنت ہے۔ شرک کائنات کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ قیامت کے روز عقیدۂ توحید کی موجودگی میں اعمال کی کوتاہیوں اور لغزشوں کی معافی تو ہوسکتی ہے لیکن عقیدے میں بگاڑ یعنی شرک کی آمیزش کی صورت میں زمین وآسمان کی وسعتوں کے برابر صالح اعمال بھی بے کار ثابت ہوں گے۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝٩١ ﴾ [آل عمران: ۹۱]

''بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے، سو ان کے کسی ایک سے زمین بھرنے کے برابر سونا ہرگز قبول نہ کیا

جائے گا، خواہ وہ اسے فدیے میں دے۔ یہ لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔''

دوسری جگہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ﴾ [المائدة: ٧٢]

''بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اللہ کے ساتھ شریک بنائے سو یقیناً اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔''

ارشادِ نبوی ہے:

''عقیدۂ توحید پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔''[1]

رکوع اور سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ نذر، نیاز، منّت اور چڑھاوا صرف اللہ کے نام کا ہونا چاہیے۔ قربانی صرف اللہ کے نام کی دینی چاہیے۔ دعا صرف اللہ ہی سے براہِ راست بنا کسی شخص کے وسیلے کے مانگنی چاہیے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِى وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِى لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿186﴾﴾

[البقرة: ١٨٦]

''اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، تو لازم ہے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ ہدایت پائیں۔''

---

[1] صحیح مسلم، السلسله الصحیحه (٣٠٤٨)

پناہ صرف اللہ سے ہی مانگنی چاہیے۔ توکل اور بھروسا اللہ پر ہی کرنا چاہیے، رضا اور خوش نودی صرف اللہ ہی کی طلب کرنی چاہیے، تمام محبتوں پر غالب اللہ کی محبت ہی ہونی چاہیے، ہر قسم کے ڈر اور خوف پر اللہ ہی کا خوف اور ڈر غالب ہونا چاہیے، دین اور دنیا کے تمام معاملات میں اطاعت صرف اللہ ہی کی کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی زندہ یا فوت شدہ نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال کے سامنے بے حس وحرکت، با ادب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، ان کے سامنے رکوع کی طرح جھکنا یا سجدہ کرنا، ان سے دعا مانگنا یا انھیں وسیلہ بنا کر دعا مانگنا، مصیبت اور تکلیف میں ان کو پکارنا یا ان سے پناہ طلب کرنا، ان کے آستانے پر ان کے نام کا جانور ذبح کرنا، ان کے نام کی نذر و نیاز دینا، ان سے منّت مانگنا یا چڑھاوا چڑھانا شرکِ اکبر ہیں۔

شرک سب سے بڑی جہالت ہے۔ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے سوا مددگار نہیں۔ کائنات کا خالق صرف اللہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، جو کچھ مانگیں اللہ سے ہی مانگیں۔ اللہ کے سوا اور کوئی دینے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ﴾ [الحج: ۷۳]

”اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، سو اسے غور سے سنو! بے شک وہ لوگ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، ہر گز ایک مکھی پیدا نہیں کریں گے، خواہ وہ اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے وہ اسے اس سے چھڑا نہ پائیں گے۔“

صبر اور نماز بندے کے لیے دو بڑے ہتھیار ہیں، نماز کے ذریعے بندے کا رابطہ وتعلق اللہ تعالیٰ سے استوار ہوتا ہے جس سے اللہ کی تائید ونصرت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

''میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے، (مراد سورۃ فاتحہ ہے) جس کا نصف حصہ اللہ کی بارگاہ کی حمد وثنا اس کی رحمت اور بادشاہت کے بیان میں ہے اور نصف حصے میں دعا ومناجات ہے جو بندہ اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہے۔''[1]

تاہم دعا کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ ہم سچے دل سے اللہ پر ایمان رکھیں اور اس کی اطاعت اور فرمان برداری کریں اور شرک سے بچیں۔

شرکِ اصغر

شرکِ اصغر میں کئی چیزیں آتی ہیں مثلاً: نظرِ بد یا بیماری سے محفوظ رہنے کے لیے چھلا، منکا، کڑا، زنجیر، گنڈہ یا تعویذ پہننا شرک ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس نے تمیمہ (منکا وغیرہ) گلے میں ڈالا اس نے شرک کیا۔''[2]

نوزائیدہ بچے کو نظرِ بد سے بچانے کے لیے گھر کے دروازے پر کسی مخصوص درخت کی ٹہنیاں لٹکانا شرک ہے، حادثات سے محفوظ رہنے کے لیے بازو پر امام ضامن باندھنا شرک ہے، بدشگونی پر یقین کرنا شرک ہے، غیر اللہ (مثلاً والدین، بیوی، اولاد یا خود) کی قسم کھانا شرک ہے۔ ریا کاری اور دکھاوا بھی شرک ہے۔ ترکِ نماز شرک اور

---

[1] صحيح مسلم (٣٩٥)، صحيح أبي داود (٨٢١)، صحيح ابن حبان (١٧٨٤)، سنن الترمذي (٢٩٥٣)، سنن النسائي (٩٠٩)، سنن ابن ماجه (٨٣٨)، مسند أحمد (٧٢٩١)

[2] مسند أحمد (١٧٤٢٢)، مستدرك حاكم (٧٥١٣)، الصحيحه (٨٨٩/١)

کفر ہے، غیب کا حال معلوم کرنے کے لیے کسی کو ہاتھ دکھانا شرک ہے، ستاروں کی تاثیر پر یقین رکھنا شرک ہے، انبیاء اولیا اور صلحا کی شان میں عقیدت کی بنا پر غلو کرنا شرک ہے۔

شفا کے لیے آیاتِ قرآنی، مسنون دعاؤں اور اچھے کلام کے ساتھ دَم کرنا یا کرانا جائز ہے، ارشادِ مبارک ہے:

''دم میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔''[1]

رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعے امت کو قدم قدم پر جس طرح عقیدۂ توحید کے تحفظ کی تعلیم دی اسے بھی پیشِ نظر رکھنا بہت ضروری ہے، ارشادِ مبارک ہے:

''میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو، جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا۔ بے شک میں ایک بندہ اور اس کا رسول ہوں، لہٰذا مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔''[2]

ایک آدمی نے دورانِ گفتگو میں عرض کی: ''جو اللہ تعالیٰ چاہے اور جو آپ چاہیں۔'' تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیا ہے۔''[3]

بدعت وضلالت

''شرک'' توحید کی ضد ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے جس کی کوئی معافی نہیں۔ شرک کے بعد فساد میں بدعت کا نمبر ہے۔ [النساء: ۴۸، ۱۱۶]

---

[1] صحيح مسلم (۲۲۰۰)، صحيح أبي داود (۳۸۸۶)

[2] صحيح البخاري (۳٤٤٥)، صحيح مسلم (۱٦۹۱)، سنن الترمذي (۱٤۳۲)، نسائي في الكبرىٰ (۷۱۵۸)، صحيح ابن حبان (٤۱۳)، مسند أحمد (۱۵٤)

[3] سنن ابن ماجه (۲۱۱۷)، الأدب المفرد للإمام البخاري (۷۸۷)، مسند أحمد (۲۲٤/۱، ۲۱٤)، الصحيحه (۱۳۹)

احادیثِ صحیحہ میں اسے ضلالت و گمراہی کہا گیا ہے اور اس کے مرتکب کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشادِ مبارک ہے:

''بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور راستوں میں بہترین راستہ محمد (ﷺ) کا ہے اور بدترین باتیں دین میں نئی نکلی ہوئی باتیں ہیں اور (دین میں) ہر نئی نکلی ہوئی بات گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی چیز ہے۔''[1]

نیز فرمایا:

''جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم موجود نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔''[2]

بدعت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دین کا نقاب اوڑھ کر عوام کے سامنے آتی ہے اور بظاہر اس سے متعلق سارے اعمال اسلام ہی کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ مسلمانوں میں شرک و بدعت کو رواج دے کر ان کے عقیدۂ توحید میں فساد پیدا کر کے ان میں باہمی اختلاف و افتراق پیدا کرنا بلاشبہ دشمنانِ اسلام کی سوچی سمجھی سازش ہے۔ امتِ مسلمہ میں فرقہ واریت کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سب سے پہلے سبائیوں کا فتنہ پیدا ہوا جس کا بانی عبد اللہ بن سبا یہودی تھا، جو اسلام میں فتنہ انگیزی کی غرض سے بظاہر مسلمان ہوا تھا۔

دشمنانِ اسلام یہود نے شروع سے ہی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مختلف مورچے بنا رکھے ہیں اور ہر سمت سے اسلام اور امتِ مسلمہ کو مغلوب کرنے کے لیے اور انھیں متفرق و منتشر کرنے کی ہمہ وقت جد و جہد میں لگے ہوئے ہیں۔ ایک طرف

---

[1] صحيح مسلم (٨٦٧)، سنن النسائي (١٥٧٨)، مسند أحمد (١٤٩٨٤)

[2] صحيح البخاري (٢٦٩٧)، صحيح مسلم (١٧١٨)، سنن ابن ماجه (١٦)

امتِ مسلمہ میں تفریق ڈال کر گمراہ فرقے بنائے۔ دوسری طرف سیاسی محاذ پر دینی اقدار کو متزلزل و منہدم کرنے کی مسلسل کارروائیاں کرتے ہیں۔ تیسرا اور اہم محاذ انھوں نے دینی اور اسلامی تعلیمات کو مشکوک و مضحکہ خیز بنانے کے لیے قائم کیا۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے ذخیرۂ احادیث اور قرآنی مجمل آیات کی تفاسیر کو ہدف بنایا۔ اس کے لیے عراق اور مصر کے نومسلموں کو ساتھ لیا۔ اس طرح امتِ مسلمہ میں ایک عظیم گروہ پیدا ہوا جو یہودیوں کی اپنے اسلام کے ذریعے گڑھی ہوئی رسوا کن جھوٹی کہانیوں کو ایک سازش کے تحت عام کرنے لگا تاکہ اسلامی روایات کا وقار مجروح ہو اور مسلمان توہم پرست قوم شمار ہو۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی تصریح کے مطابق ابتدا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علاحدہ ہو کر دو فرقے بنے تھے جنھیں خوارج اور شیعہ کہتے ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد ان میں چار فرقے اور بن گئے یعنی: قدریہ، جبریہ، جہمیہ اور مرجئہ۔ ان چھے فرقوں میں مسلسل ٹوٹ پھوٹ اور تفریق ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ ان میں ہر فرقہ بارہ بارہ فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ اس طرح مجموعی طور پر ان گمراہ فرقوں کی تعداد حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح کے مطابق 73 ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

> ''امتِ مسلمہ 73 فرقوں میں بٹ جائے گی، صرف ایک جنت میں جائے گا جو مومن ہو گا۔''[1]

یہودیوں نے دیکھا کہ مسلمان قرآن مجید سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔ اس لیے پورے قرآن کی ایک ایک سورت کے بے شمار فوائد اور لمبے چوڑے فضائل تصنیف کیے۔

---

[1] صحيح أبي داود (٤٥٩٧)، سنن ابن ماجه (٣٩٩٣)، مسند أحمد (١٦٩٣٧)، صحيح الجامع (٢٠٤٢)

ظلم تو یہ ہے قرآن کی ہر سورۃ کے حروفِ تہجی کے اعداد بنا ڈالے اور اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دیا، تاکہ ان کے تعلق سے کوئی ان پر انگلی نہ اٹھائے۔ البتہ یہ درت ہے کہ قرآن کے ہر حرف کو پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔[1]

"بسم اللّٰه الرحمن الرحیم" جو 19 حروف پر مشتمل ہے، اس کو لکھنے یا پڑھنے والے کو 190 نیکیاں ملتی ہیں، مگر ان ظالموں نے مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ "بسم اللّٰه الرحمن الرحیم" کی بجائے اعداد''786'' لکھا کریں۔ اسی طرح سبھی سورتوں کے اعداد لکھ کر گلے میں پہننے یا بازو پر باندھنے کا رواج شروع ہوا۔ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ قرآن کو چھوڑ کر شرک و بدعت اور خرافات کی طرف مرغوب ہو گیا۔

غیر مسنون دعائیں اور وظیفہ:

''پنج سورۃ'' میں قرآنی سورتوں کے علاوہ جو وظائف واذکار سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یا آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں وہ یہ ہیں: ہفت ہیکل، شش قفل، درودِ تاج، درود لکھی، عہد نامہ، دعاء گنج العرش، درودِ مقدس، دعا سوریانی، دعا منزل و قرآن مجید کی ہر منزل ختم کرنے کی دعا، درودِ تنجینا، درودِ ناریہ، تعویذ نظر بند، دعا جمیلہ وغیرہ۔

ان میں کچھ شرکیہ کلام موجود ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے وظائف بھی ہیں جو سنت سے ثابت نہیں: میت کو غسل دیتے وقت قرآن پاک کی تلاوت یا ذکر کرنا، جنازہ لے جاتے وقت باآوازِ بلند ذکر کرنا، بسم اللہ کا کلام پاک ختم کرنا، ڈیڑھ یا سوا لاکھ بار آیتِ کریمہ ختم کرنا، چنوں پر 70 ہزار مرتبہ کلمہ پڑھنا، 27 رجب کو محفلِ ذکر منعقد کرنا، 27 رمضان المبارک کی رات (شبِ قدر) میں 7 مرتبہ سورۃ الملک

[1] سنن الترمذي (٢٩١٠) وصححه الألباني

پڑھنا، یکم محرم سے دس محرم تک روزانہ بعد نمازِ عشاء 774 مرتبہ یا بدیع العجائب کا وظیفہ کرنا اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا وظیفہ کرنا وغیرہ۔

ماہِ شعبان کی بدعت:

ماہِ شعبان ایک عظیم مہینا ہے جس کی عظمت نبی کریم ﷺ نے بھی بیان فرمائی ہے۔ اس ماہ میں کثرت سے توبہ اور استغفار کرنی چاہیے، اس میں روزے اور نفل نمازوں کا اہتمام کرنا چاہیے مگر کسی ایک مخصوص دن میں نہیں۔ ماہِ شعبان کی ایک رات کو عبادت کے لیے مخصوص کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ پورا مہینا ہی عظمت والا ہے۔

مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد:

مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے کلام سے مضبوط تعلق ہی مسلمان کو ایک دوسرے سے جوڑ سکتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ [آل عمران: ١٠٣]

''اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔''

جو لوگ خود کو اسلام کے ٹھیکے دار اور ''حبِ رسول'' کے دعوے دار سمجھتے ہیں، ان کی ذہنیت کا یہ عالم ہے کہ اپنے مخصوص مکتبِ فکر کے علاوہ کسی دوسرے کو مسلمان تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں، ان سے سلام و کلام منقطع کر لینا وہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ جبکہ نبی کریم ﷺ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے:

''تم لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایمان نہ لاؤ اور تمھارا ایمان اس وقت تک معتبر نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم آپس میں میل و محبت نہیں کرو گے۔''[1]

---

[1] صحيح مسلم (٥٤)، سنن أبي داود (٥١٩٣)، سنن الترمذي (٢٥١٠)، مسند أحمد (١٠٦٥٠)

امتِ مسلمہ آج کئی فرقوں میں بٹ کر رہ گئی ہے۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز تک پڑھنا گناہ سمجھتے ہیں چاہے وہ حرمین شریفین میں ہی کیوں نہ ہو۔ جبکہ حرمین شریفین، جہاں ہر وقت بے شمار ملائکہ کا ہجوم رہتا ہے اور سارے مسلمان ایک امام کے پیچھے نماز با جماعت ادا کرتے ہیں، ان سب کی نماز اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقبول ہوتی ہے۔

مختصر یہ کہ جو لوگ خود گمراہ ہوتے ہیں، ان کے نزدیک ہر شخص کافر اور خارج از اسلام ہے جو ان کی خود ساختہ شرکیہ رسوم اور بدعات وخرافات کو اسلام کا حصہ نہیں سمجھتا اور ان کے تراشیدہ افسانوی قصے کہانیوں پر ایمان نہیں رکھتا۔

اے مسلمانو! اپنے آپ کو گمراہی سے بچا لو اور فرقوں میں نہ بٹو، ہم سب ایک ہی اللہ ایک ہی قرآن اور ایک ہی رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی تھے؟ نہیں، وہ مسلمان تھے اور ہم سب امتِ محمدیہ ہیں، پھر تفرقہ کیسا؟ سب سے پہلے تو ہم سچے مسلمان بنیں۔ اپنے عقائد اور اعمال میں شرک و بدعت سے اپنے دامن پاک کرنے کے لیے اولیائے تصوف کی ''ذہنی غلامی'' اور اندھی تقلید کے بجائے ان کے ہر قول وعمل کو قرآن وسنت کی بے لاگ کسوٹی پر رکھیں، شریعت کے مطابق ہو تو عمل کریں ورنہ جرأت کے ساتھ رد کر دیں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ قیامت کے دن اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی نہیں۔

اپنے ذہن میں موجودہ ''شفاعت'' کے روایتی عقیدے کی اصلاح کر لیں کیونکہ یہی ساری خرابیوں کی جڑ ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر رسول اللہ ﷺ بھی شفاعت نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہی شفاعت برحق ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا شفاعت کی اجازت دے گا [البقرة: ٢٥٥]۔ قرآن وسنت کی زبان میں ''اولیاء اللہ'' وہ لوگ ہیں جو عقیدۂ توحید پر اپنے قول وعمل

کے ذریعے سختی کے ساتھ کار بند ہوتے ہیں۔ بے شک اولیاء اللہ سے عقیدت اور ان کا احترام دل میں رکھنا چاہیے، لیکن کسی کو کائناتِ ہستی میں اللہ کا مقرر کیا ہوا ''عہدہ دار'' سمجھنا شرکِ اکبر ہے۔ یہ تو اللہ کی اطاعت وتقویٰ و پرہیزگاری کا ایک اعلیٰ مقام ہے جسے حدیثِ نبوی ﷺ میں ''احسان'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اولیاء اللہ بھی ہماری طرح ہی اللہ تعالیٰ کے عاجز ومحتاج بندے ہیں اور ہر لمحہ اس کی رحمت ومغفرت کے امید وار ہوتے ہیں۔

زنا وتہمت

اسلام میں زنا کو حرام کہا گیا ہے۔ ہر مرد وعورت کا اوّلین فرض ہے کہ وہ اس سے بچیں اور اپنی اولاد کو جب وہ بلوغت کو پہنچ جائیں تو اس سے روشناس کرائیں۔ کیونکہ انسان کے ہر اچھے برے اعمال کی جزا تو آخرت میں ملے گی، مگر زنا کی سزا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی مقرر کر دی ہے۔ غیر شادی شدہ زانی مرد وزن کے بارے میں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴾

[النور: ٢]

''جو زنا کرنے والی عورت ہے اور جو زنا کرنے والا مرد ہے، سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔''

اور شادی شدہ زانی مرد وزن کو رجم (سنگسار) کرنے کی سزا مقرر ہوئی ہے۔[1]

اور اپنی عصمت کا تحفظ کرنے اور دیگر نیک اعمال سر انجام دینے والوں کے

---

[1] صحيح البخاري (٢٧٢٤)، صحيح مسلم (١٦٩٧)، سنن أبي داود (٤٤٤٢)، مسند أحمد (٢٢٩٩٩)

بارے میں فرمایا ہے:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴾ [المومنون:۱۔۹]

''یقیناً کامیاب ہو گئے مومن۔ وہی جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور وہی جو لغو کاموں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور وہی جو زکات ادا کرنے والے ہیں۔ اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویاں، یا ان (عورتوں) پر جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے ہیں تو بلاشبہ وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔ پھر جو اس کے سوا تلاش کرے تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہی جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور وہی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

کسی پر تہمت لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ [النور: ۲۳]

''بے شک وہ لوگ جو پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کیے گئے ہیں اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

جھوٹ

جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے، اس سے بچنا چاہیے۔ اپنی زبان کی حفاظت کرنا چاہیے اور کسی کا دل نہیں دکھانا چاہیے۔ ارشادِ مبارک ہے:

''جہنم میں جانے والوں کی بہت بڑی تعداد ان کی ہوگی جنھوں نے اپنی زبان کی حفاظت نہیں کی ہوگی۔''[1]

قران کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿18﴾﴾ [قٓ: ١٨]

''وہ کوئی بھی بات نہیں بولتا مگر اس کے پاس ایک تیار نگران ہوتا ہے۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ یقیناً آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں صدیق (راست باز) لکھ دیا جاتا ہے۔ اور بلاشبہہ جھوٹ نافرمانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کے طرف راہنمائی کرتی ہے اور یقیناً آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''[2]

سچائی نجات کا اور جھوٹ تباہی کا راستہ ہے۔ کبھی کسی کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے، نہ ہی کسی کو بُرا کہنا چاہیے اور نہ کسی کی عیب جوئی کرنا چاہیے، کون جانے وہ

---

[1] سنن الترمذي، مسند أحمد، السلسلة الصحيحة (٤١٢)، صحيح الجامع (٢٠٥)

[2] شفاء العليل (١٠٥/١)، وقال ابن القيم: متواتر، وقال الحاكم في المستدرك (٣٣٥/١): صحيح الاسناد على شرط الشيخين.

اس سے بہتر ہو۔ سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ [الحجرات: ١٣]

''بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقوی والا ہے۔''

بدگمانی، غیبت اور چغل خوری

بدگمانی، غیبت اور چغل خوری سے بچنا چاہیے۔ یہ تینوں عادتیں انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں اور گمراہی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ ﴾ [الحجرات: ١٢]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کرو اور نہ تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے، جبکہ وہ مردہ ہو، سو تم اسے ناپسند کرتے ہو۔''

کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا ایسے ہی ہے جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا۔ مردار بھائی کا گوشت کھانا کون پسند کرے گا؟ پھر بھی غیبت لوگوں کی مرغوب غذا ہے۔ قرآن وحدیث میں چغلی کرنے والے کے لیے بہت سخت وعید آئی ہے:

❁ ''چغلی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''[1]

---

[1] صحيح النسائي (٥٦٨٨)، مسند أحمد (٩٦/١١) الارناؤوط، صحيح الجامع (٧٦٧٦)

ارشادِ الٰہی ہے:

۞ ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾﴾

[الشعراء: ٢٢١۔٢٢٢]

”کیا میں تمھیں بتاؤں شیاطین کس پر اترتے ہیں۔ وہ ہر زبردست جھوٹے، سخت گنہگار پر اترتے ہیں۔“

۞ دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٥٨﴾﴾ [الأحزاب: ٥٨]

”اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں، بغیر کسی گناہ کے جو انھوں نے کمایا ہو تو یقیناً انھوں نے بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔“

۞ نیز فرمایا:

﴿وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿١١٢﴾﴾ [النساء: ١١٢]

”اور جو بھی کوئی خطا، یا گناہ کمائے پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے تو یقیناً اس نے بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔“

۞ ”بدگمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ، بے شک بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔“[1]

وعدہ خلافی

کسی بھی مسلمان کو کسی سے وعدہ خلافی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی امانت میں

[1] صحيح الأدب المفرد للإمام البخاري (٩٧٢)

خیانت کرنی چاہیے۔ قرض کی ادائیگی میں بھی تاخیر نہیں کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [المائدة: ١]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! عہد پورے کرو۔''

﴿وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا﴾ [البقرة: ١٧٧]

''اور جو اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں جب عہد کریں۔''

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ [بني إسرائيل: ٣٤]

''اور عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کا سوال ہوگا۔''

بدکلامی اور الزام تراشی

ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ بدکلامی اور الزام تراشی سے بچے، ارشادِ نبوی ہے:

''مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''[1]

اور ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''جو مرد کسی کو گناہ یا کفر کا الزام دیتا ہے اور وہ اس کا مستحق نہیں ہے تو وہ (الزام) کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔''[2]

''آپس میں دو گالی دینے والے جو کچھ کہیں (اس کا گناہ) ابتدا کرنے والے کے سر پر ہوگا یہاں تک کہ مظلوم زیادتی کرے۔''[3]

[1] صحيح البخاري (٤٨)، صحيح مسلم (٦٤)

[2] صحيح البخاري (٣١٢)، صحيح مسلم (٦٠)، مسند أحمد (٥٩١٦)

[1] مسند أحمد (١٨٣٤١)، وقال الأرناؤوط: صحيح على شرط مسلم، معجم طبرانی کبیر (٣٦٦/١٧)

اور ایک حدیث میں فرمانِ رسالتِ مآب ﷺ ہے:

’’ایک انسان کا اپنے والدین کو گالی دینا بڑے گناہوں میں سے ہے۔‘‘ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کی: کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا: ’’ہاں! ایک شخص دوسرے شخص کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا اور اسی طرح اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دے گا۔‘‘[1]

عفو و درگزر

مسلمان کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے ساتھ عفو و درگزر سے پیش آئے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

- ﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [المائدہ: ۱۳]

  ’’سو انھیں معاف کر دے اور ان سے درگزر کر۔ بے شک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

- نیز فرمایا:

  ﴿فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ﴾ [الشوریٰ: ۴۰]

  ’’پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔‘‘

- مزید فرمایا:

  ﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ﴾ [النور: ۲۲]

  ’’اور لازم ہے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھیں بخشے؟‘‘

---

[1] صحيح البخاري (۵۹۷۳)، صحيح مسلم (۹۵)

- نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:
"اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی عزت بڑھاتا ہے جو دوسروں سے درگزر کرتا ہے۔"[1]
- "اور یہ کہ تو اس کو معاف کردے جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے۔"[2]
- "جو بندہ دنیا میں کسی دوسرے بندے کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب ڈھانپ دے گا۔"[3]
- "اے وہ جماعت! جو زبان سے اسلام قبول کر چکے ہیں اور ابھی ایمان ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا تم مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور نہ ان کے عیوب کے پیچھے پڑو، کیونکہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیب کا پیچھا کرے گا، اللہ اس کے عیب ظاہر کرکے اسے رسوا کردے گا، چاہے وہ اپنے گھر میں چھپ جائے۔"[4]
- "جو شخص دوسروں کی باتیں سننے کی کوشش کرے جسے وہ نہ پسند سمجھتے ہیں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلتی ہوئی قلعی ڈالی جائے گی۔"[5]

جھوٹی قسمیں کھانا

غیر اللہ (مثلاً والدین، شوہر، بیوی، اولاد وغیرہ) کی قسم کھانا شرک ہے، اللہ

---

[1] رواه مسلم

[2] المتجر الرابح للدمياطي (٢٥٣) وقال: إسناده جيد. مسند أحمد (١٧٤٥٢) وحسنه الأرناؤوط، وطبراني (٢٦٩/١٧)، واختلف في صحته و ضعفه

[3] صحيح مسلم (٢٦٩٩)، أبو داود (٤٩٤٦)، سنن الترمذي (٢٩٤٥)، صحيح ابن ماجه (١٨٥)

[4] صحيح ترمذي (٢٠٣٢) وحسنه الألباني، صحيح ابن حبان (٥٧٦٣) وقواه الأرناؤوط، صحيح الترغيب (٢٣٣٩)، و قال: حسن صحيح.

[5] صحيح البخاري (٧٠٤٢)، صحيح مسلم (٢١١٠)، سنن أبي داود (٥٠٢٤)، سنن الترمذي (١٧٥١)، سنن النسائي (٥٣٥٨)، مسند أحمد (١٨٦٦)

کی قسم کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم نہیں کھانا چاہیے۔ جھوٹی قسم تو ہرگز نہیں کھانی چاہیے، جھوٹی قسم کھانا گناہِ کبیرہ ہے۔ اگر کسی نے جھوٹی قسم کھائی ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ﴾ [المائدۃ: ۸۹]

''تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، درمیانے درجے کا، جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انھیں کپڑے پہنانا، یا ایک گردن آزاد کرنا، پھر جو نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔''

حسد

اسلام ہر اُس چیز سے منع کرتا ہے جس سے کسی کو نقصان ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کو کسی نعمت سے اور کسی کو کسی اور نعمت سے نوازتا ہے۔ کسی کو کامیاب اور خوشحال دیکھ کر حسد نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت ہی ناپسندیدہ فعل ہے۔ حسد، بغض اور کینہ ایک نہایت ہی بری اخلاقی بیماری ہے جو نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ حسد ایک گیلی لکڑی کے مانند ہے جو ہمیشہ سلگتی رہتی ہے اور حاسد کے دل کو جلاتی رہتی ہے۔ جس انسان کے اندر حسد کا جذبہ آجائے اسے کسی دشمن کی ضرورت نہیں۔ حسد ایسی بری چیز ہے جس سے غیبت، چغل خوری، تہمت، الزام تراشی جیسی بری عادتیں انسان میں خود بخود آجاتی ہیں۔ اس سے بچنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہیے۔

سورۃ الفلق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: ۵]

''اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔''[1]

ہمیں دوسروں کی نعمتوں کو دیکھ کر حسد نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اللہ تعالی سے دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ! مجھے بھی ان نعمتوں سے نواز دے۔

حسد انسان کو شرک اور بدعت کی طرف لے جاتا ہے۔ حاسد دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے شیطانی فعل بھی اپناتا ہے جو شرک کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور شرک جہنم میں لے جانے کا باعث بنتا ہے۔ کوئی مسلمان دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرے، اس کے بارے میں بُرا گمان اور بغض نہ رکھے، اور نہ اس کی ٹوہ میں رہے۔ ارشادِ مبارک ہے:

''ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ رکھو اور (خریدار کو) دھوکا دینے کے لیے قیمت زیادہ نہ لگاؤ۔ اور اللہ کے بندو! ایک دوسرے کے بھائی بن جاؤ۔''[2]

جادو

جو شخص جادو سکھاتا ہے یا اس پر عمل کرتا ہے اسے جادوگر کہتے ہیں۔ جادو یا کالا علم کرنا یا کروانا دونوں ہی حرام اور کفر ہیں۔ جادو کرنے والے کو قتل تک کرنے کا

---

[1] ضعيف أبو داود (٤٩٠٣)، وقال الأرناؤوط: حسن لغيره، السلسله الضعيفه (١٩٠١)، ابن ماجه (٤٢١٠)، وحسنه العراقي في تخريج الاحياء (٦٩/١)

[2] صحيح البخاري (٢١٤٠، ٦٠٦٦)، صحيح مسلم (١٤٠٨، ٢٥٦٤) باختلاف يسير

حکم ہے تاکہ اس کے فتنے سے دوسرے لوگ محفوظ رہ سکیں۔ یہ بہت بڑی گمراہی ہے اور ہر گمراہی کی سزا جہنم ہے، اس سے بچنا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴾

[البقرہ: ۱۰۲]

’’حالانکہ بلاشبہہ یقیناً وہ جان چکے تھے کہ جس نے اسے (جادو) خریدا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔‘‘

جادو اور کالا علم کرنے والا یا کرانے والا دونوں ہی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بڑی بدبختی ہے جو دوسروں کو تکلیف یا مصیبت میں ڈال کر خوش ہوتے ہیں جبکہ وہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ تھوڑی سی عداوت اور حسد کی وجہ سے خود کو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں، اس سے بڑا نقصان اور کیا ہوگا کہ ان پر جنت حرام کر دی جائے گی، اس سے بڑا اور خسارہ کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم عطا کرے۔ آمین

اسلام میں حقوق کی ادائیگی:

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے، انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس کے بارے میں اسلام نے فکری و عملی راہنمائی نہ کی ہو۔ انسانی حقوق کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور حقوق کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے، حتی کہ انسانوں، جانوروں اور راستوں کا بھی حق ہے۔ مگر اس میں سب سے مقدّم حقوق اللہ کے ہیں۔

حقوق اللہ:

حقوق اللہ جو صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت ضروری ہے اور اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی پیروی لازمی ہے۔ جب

اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہوگی تو عبادت کا حق ادا ہوگا۔ اسی طرح انسان دوسروں کا بھی حق ادا کرے گا۔

آج اگر انسان صرف اس بات کا عہد کرلیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنا شعار بنائیں گے، توازن وعدل کو قائم رکھیں گے تو یہ کرۂ ارض جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، ورنہ یہ دنیا دن بدن مختلف مسائل و آلودگی میں گھرتی جائے گی، خاص طور پر یہ توازن وعدل کے بغیر تو اس کائنات کا باقی رہنا بھی مشکل ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالسَّمَاۗءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝﴾ [الرحمن: ۷-۹]

''اور آسمان، اس نے اسے اونچا اٹھایا اور اس نے ترازو رکھی۔ تاکہ تم ترازو میں زیادتی نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ تول سیدھا رکھو اور ترازو میں کمی مت کرو۔''

آج دنیا میں ہر طرف نفسی نفسی کا عالم طاری ہے۔ اس کے بنیادی اسباب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسانوں نے حقوق ادا کرنا چھوڑ دیے ہیں۔ اگر انسان ایک دوسرے کا حق پوری دیانت داری اور ذمے داری سے ادا کرنے لگیں اور کائنات کا توازن درہم برہم کرنے سے گریز کریں تو یہ دنیا آج بھی جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔

حقوق العباد

حقوق العباد کا مطلب بندوں کا حق ہے۔ ہر انسان پر دوسرے انسان کے کچھ فرائض اور ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں جنھیں حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ ان کا ادا کرنا ہر شخص کے لیے ضروری ہے، کیونکہ باقاعدگی سے حقوق کی ادائیگی میں حق تلفی نہیں ہو

گی۔ اللہ تعالیٰ نے ماں، باپ، شوہر، بیوی، اولاد، بھائی، رشتے دار، پڑوسی وغیرہ کے حقوق وحدود کا تعین فرمایا ہے۔

والدین کے حقوق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے والدین اولاد کے لیے ایک بہت بڑی نعمت ہیں اور اولاد پر والدین کے کچھ حقوق ہیں۔ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے اور اس حسنِ سلوک کی توفیق کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد سب سے زیادہ حق انسان پر اس کے ماں باپ کا ہی ہے۔

ماں باپ کے حق اور ان کی اہمیت وعظمت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ قرآن پاک میں ماں باپ کے حق کو اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

[بني إسرائيل: ٢٣]

''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: ''ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک۔'' میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔''[1]

---

[1] فتاوی ابن تیمیه (٣٧/٣٥) وصححه، فتاوی ابن باز (٣٠٤/١٢) وقال: ثابت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

''ان کے ساتھ نیک سلوک کرکے تم جنت کے مستحق ہوگے اور ان کے حقوق کو پامال کرکے تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔''

ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ان کی مرضی اور مزاج کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جو انھیں ناگوار گزرے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا ﴾ [بني إسرائيل: ٢٣]

''اگر کبھی تیرے پاس دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ ہی جائیں تو ان دونوں کو ''اف'' مت کہہ اور نہ انھیں جھڑک۔''

ارشادِ مبارک ہے:

''وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو۔'' لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کون آدمی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا ہو، دونوں کو پایا یا کسی ایک کو پایا اور پھر بھی ان کی خدمت کرکے جنت میں داخل نہ ہوا۔''[1]

ایک موقع پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمتِ والدین کو جہاد جیسی عظیم عبادت پر بھی ترجیح دی۔ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

''تمھارے ماں باپ زندہ ہیں؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں! زندہ ہیں۔''

[1] صحيح مسلم (٢٥٥١)، الأدب المفرد للبخاري (١٦)

فرمایا: ''جاؤ ان کی خدمت کرتے رہو جنت اس کے قدموں میں ہے۔''[1]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے، چاہے تو اسے ضائع کر لو، اور چاہو تو سنبھال لو۔''[2]

والدین کے ساتھ عاجزی و انکساری اور صلہ رحمی اور محبت سے پیش آنا چاہیے اور اسے اپنے لیے باعثِ سعادت و اجرِ آخرت سمجھنا چاہیے۔ ماں باپ کی دل و جان سے اطاعت کرنا چاہیے، والدین کی وفات کے بعد بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ وہ دعا یہ ہے:

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴾ [41]

[إبراهيم: ٤١]

''اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور ایمان والوں کو، جس دن حساب قائم ہوگا۔''

ازدواجی زندگی کے آداب

اسلام جس اعلیٰ تہذیب وتمدن کا داعی ہے وہ اُسی وقت وجود میں آسکتا ہے جبکہ ہم ایک پاکیزہ معاشرہ تعمیر کرنے میں کامیاب ہوں۔ پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کے لیے ضروری ہے کہ خاندانی نظام کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور کامیاب بنائیں۔ خاندانی زندگی کا آغاز شوہر اور بیوی کے پاکیزہ ازدواجی تعلق سے ہوتا ہے۔ اس تعلق

[1] سنن النسائي (٣١٠٤)، سنن ابن ماجه (٢٧٨١)، مستدرك الحاكم (٢٥٠٢)، صحيح الجامع (١٢٦٩)

[2] سنن الترمذي (١٩٠٠)، سنن ابن ماجه (٢٠٨٩،٣٦٦٣)، مسند أحمد (٢٧٥٥١)، صحيح الترغيب (٢٤٨٦)

کی خوشگواری اُسی وقت ممکن ہے جب شوہر اور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب و فرائض سے بخوبی واقف ہوں۔ شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اس کے حقوق کشادہ دلی کے ساتھ ادا کرے اور ہر معاملے میں احسان وایثار کی روش اختیار کرے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴾ [النساء: ١٩]

''اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو۔''

نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمھارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ تمھیں ان کے ساتھ سختی کرنے کا کوئی حق نہیں، سوائے اس صورت کہ جب ان کی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے۔''[1]

بیوی کے خاوند پر حقوق

شوہر کو چاہیے کہ بیوی سے خوش گمان رہے اور اس کے ساتھ نباہ کرنے میں تحمل و بردباری اور اعلیٰ ظرفی کی روش اختیار کرے۔ عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے اور بیوی کی کوتاہیوں اور نادانیوں کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ عورت عقل اور جسم کے اعتبار سے کمزور اور نہایت ہی جذباتی ہوتی ہے، اس لیے صبر وسکون، رحمت وشفقت اور دل سوزی کے ساتھ اس کو سدھارنے کی کوشش کرنا چاہیے، صبر و ضبط سے کام لینا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

[1] صحيح الترمذي (١١٦٣، ٣٠٨٧)، و صحيح سنن ابن ماجه وحسنه الألباني.

''تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے اچھا ہوں۔''[1]

شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی کی دل جوئی کرے، اس کے احساسات اور جذبات کی قدر کرے، اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے، اگر اس میں شکل وصورت یا عادات واخلاق یا سلیقہ اور ہنر کے اعتبار سے کوئی کمی ہو تو اسے نظر انداز کرے اور اس کی خوبیوں کو عیاں کر کے ان کمیوں کو دور کرنے میں اس کی مدد کرے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾ [النساء: ١٩]

''پھر اگر تم انھیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔''

خاوند کے بیوی پر حقوق

جس طرح بیوی کا حق شوہر پر ہے، اسی طرح شوہر کا بھی بیوی پر حق ہے۔ بیوی کو چاہیے کہ نہایت خوش دلی کے ساتھ اپنے شوہر کی اطاعت کرے، اس کی اطاعت میں مسرت اور سکون محسوس کرے، شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو تنبیہ کی ہے:

''تین قسم کے آدمی وہ ہیں جن کی نمازیں ان کی سروں سے اونچی نہیں اٹھتیں، اس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے، جب تک کہ وہ

[1] سنن الترمذي (٣٨٩٥)، سنن ابن ماجه (١٩٧٧)، سنن الدارمي (٢٢٦٠)، الصحيحة (٢٨٥)، مسند بزار (٣٦٩/١١)

لوٹ نہ آئے اور اس عورت کی نماز جو شوہر کی نافرمانی کرے جب تک کہ شوہر کی نافرمانی سے باز نہ آجائے اور اس امام کی نماز جس کے مقتدی اس سے نفرت کرتے ہوں۔‘‘[1]

ہمیشہ اپنے اچھے اخلاق اور اپنے قول وعمل اور انداز و اطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، اس سے حقیقی محبت کرنی چاہیے، اسے ہر طرح سے خوش رکھنا چاہیے، کامیاب زندگی کا راز بھی یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت میں داخل ہونے کا راستہ بھی یہی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔‘‘[2]

’’عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔‘‘[3]

’’جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جنسی ضرورت کے لیے بلائے تو اسے فوراً حاضر ہو جانا چاہیے وہ تنور پر ہی کیوں نہ ہو۔‘‘[4]

---

[1] صحيح الترمذي (٣٦٠)، مصنف ابن أبي شيبه (١٧٤٢)، طبرانی کبیر (٨٠٩٠)، صحيح الترغيب و الترهيب (٤٨٧، ١٨٩٨)

[2] سنن الترمذي (١١٥٩)، مسند البزار (٨٠٢٣)، مستدرك الحاكم (٢٧٦٨)، صحيح الترغيب (١٩٣٥)

[3] ابن حبان (٤١٦٣)، طبرانی أوسط (٨٨٠٥)، مسند أحمد (١٦٦١)، الترغيب و الترهيب (٢٤١١)

[4] سنن الترمذي (١١٦٠)، ابن حبان (٤١٦٥)، نسائی الکبریٰ (٨٩٧١)، صحيح الترغيب (١٩٤٦)

جبکہ دوسری حدیث میں ہے:

''شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر طلب کرے اور وہ نہ آئے اور اس بنا پر شوہر رات بھر اس سے خفا رہے تو ایسی عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں۔''[1]

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے اور شوہر کی ناشکری سے بچنا چاہیے، ناشکرگزار اور احسان فراموش بیوی کو تنبیہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکری ہو گی۔''[2]

نبی کریم ﷺ نے نیک بیویوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''مومن کے لیے خوفِ خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعثِ خیر نعمت نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو خوش دلی سے انجام دے اور وہ جب اس پر نگاہ ڈالے تو خوش کردے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو اس کے پیچھے اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔''[3]

خاوند کے بیوی پر اور بیوی کے خاوند پر کچھ مشترکہ حقوق ہیں۔شوہر اور بیوی کو

---

[1] صحيح مسلم (١٤٣٦)، سنن النسائي الكبرىٰ (٨٩٧٠)، مسند أحمد (٧٤٧١) و قال الأرناؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] سنن النسائي الكبرىٰ (٩٠٨٦)، الصحيحه (٢٨٩)، صحيح الترغيب (١٩٤٤)، سنن كبرى بيهقي (٢٩٤/٧)

[3] ضعيف أبو داود للألباني (١٦٦٤) وقال الأرناؤوط عن هذا الجزء: حسن لغيره، وصحح العراقي في تخريج الإحياء رواية قريبة المعنىٰ منه تبدأ ب: خير النساء. بيهقي (١١/٤)، مستدرك الحاكم (٣٦٣/٢)، الصحيح المسند للوادعي (٥٨١)

چاہیے کہ دونوں ایک دوسرے کی عزت کریں، محبت سے پیش آئیں اور لعن طعن سے گریز کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا ؕ﴾ [النساء ٣٤]

''پھر اگر وہ تمھاری فرماں برداری کریں تو ان پر (زیادتی) کا کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔''

اور دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِىۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ﴾ [البقرة: ٢٢٨]

''اور معروف کے مطابق ان (عورتوں) کے لیے اسی طرح حق ہے جیسے ان کے اوپر حق ہے اور مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔''

دونوں ایک دوسرے کے امین ہوتے ہیں، کوئی بھی ایک دوسرے سے خیانت نہ کرے، محبت اور رحم کا جذبہ اتنا ہونا چاہیے کہ دکھ سکھ میں ساری زندگی ایک دوسرے کے کام آئیں۔ دونوں میں اس انداز کا باہمی اعتماد ہونا ضروری ہے کہ ایک دوسرے پر پوری طرح بھروسا کریں۔ خیر خواہی، سچائی اور اخلاص میں ایک دوسرے پر شک نہ کریں۔

حقوق المسلمین

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ہلاکت میں ڈالے اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا رہے گا، جو کسی مسلمان کی چھوٹی سی تکلیف اور بے چینیوں میں سے ایک بڑی تکلیف کو دور کر دے گا تو

اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے روز کی تکلیفوں اور بے چینیوں میں سے ایک بڑی تکلیف کو دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی فرمائے گا اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔‘‘[1]

نیز فرمایا:

’’تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا، حتی کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اس کے لیے وہ چیز ناپسند جانے جو اپنے لیے ناپسند جانتا ہے۔‘‘[2]

ایک ارشادِ گرامی ہے:

’’ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔‘‘[3]

جبکہ ایک حدیث میں فرمایا ہے:

’’مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو رسوا کرے، اور نہ اسے حقیر جانے۔‘‘[4]

قرابت داروں کے حقوق

قریبی رشتے داروں کے ساتھ ہر مسلمان کا وہی برتاؤ ہونا چاہیے جو والدین اور بھائی بہنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح البخاري (٢٤٤٢)، صحيح مسلم (٢٥٨٠)

[2] صحيح البخاري (١٣)، صحيح مسلم (٤٥)

[3] صحيح البخاري (٦٠٢٦)، صحيح مسلم (٢٥٨٥)

[4] صحيح البخاري (٦٠٦٤)، صحيح مسلم (٢٥٦٤)

﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿38﴾ ﴾

[الروم: ٣٨]

’’پس قرابت والے کو اس کا حق دے اور مسکین کو اور مسافر کو۔ یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کا چہرہ چاہتے ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔‘‘

اسی طرح ہر رشتے دار کا اُس کے رشتے دار پر حق ہے۔ ارشادِ مبارک ہے:

’’قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔‘‘[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’رحم رحمٰن سے نکلا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کو کہہ دیا ہے جو اُسے جوڑے گا میں اُسے جوڑوں گا اور جو اُسے توڑے گا میں اُسے توڑوں گا۔‘‘[2]

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت نازل کرے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے رہیں۔

پڑوسی کے حقوق

ہمسائے کے حقوق ہر مسلمان پر لازم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ ﴾ [النساء: ٣٦]

’’اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قرابت والے کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت والے ہمسائے اور اجنبی ہمسائے (کے ساتھ)۔‘‘

---

1. صحيح البخاري (٥٩٨٤)، صحيح مسلم (٢٥٥٦)
2. مسند أحمد (٩٨٧١)، صحيح البخاري (٥٩٨٨)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ ہمسائے کی عزت وتکریم کرے۔''[1]

اور ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: ''جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔''[2]

ایک عورت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ وہ روزے رکھتی ہے اور رات کا قیام کرتی ہے مگر ہمسائیوں کو ایذا دیتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تو یہ عورت جہنم میں جائے گی۔''[3]

ایک پڑوسی کو چاہیے کہ وہ اپنے دوسرے پڑوسی کا ہر طرح سے سکھ دکھ میں اس کا خیال رکھے، بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کرے، قرض کی ضرورت ہو قرض دے اور اس کے ساتھ احسان کرے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکات لے کر آئے گا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کو ناحق مارا ہوگا تو اس کی نیکیاں انھیں دے دی جائیں گی، اور نیکیاں ختم ہوچکی اور حق باقی ہے تو ان کے گناہ لے کر اس کے حصے میں ڈالے جائیں گے۔ پھر جہنم

---

[1] صحيح البخاري (٦٠١٩)، صحيح مسلم (٤٨)

[2] صحيح البخاري، مسند أحمد، و مستدرك الحاكم، صحيح الجامع (٧١٠٢)

[3] صحيح الأدب المفرد (٨٨)، صحيح ابن حبان (٥٧٦٤)، مسند البزار (٩٧١٣)، مسند أحمد (٩٦٧٥)، صحيح الترغيب (٢٥٦٠)

میں پھینک دیا جائے گا۔''(1)

مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول ﷺ نے عبادت و ریاضت میں زندگی گزارنے والے شخص کو بھی تنبیہ فرمائی کہ یہ نہ سمجھنا کہ تمھارے نامہ اعمال میں نیکیاں ہیں جو چاہو کرو۔ نہیں نہیں، حقوق العباد کی ادائیگی میں اگر کوتاہی کی تو قیامت کے دن مفلس بن کر رب کے حضور حاضری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

تکبر، غرور اور ترکِ کلام

حقوق العباد میں سے ہی ایک حق یہ بھی ہے کہ کسی کے ساتھ تکبر اور غرور کے ساتھ پیش نہ آئیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ متکبروں کو پسند نہیں کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اور عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رفعت اور بلندی عطا کرتا ہے۔''(2)

''اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین بنا کر ہی موت دینا اور مسکین کے زمرے میں مجھے اٹھانا۔''(3)

''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رہے کہ جب وہ ملیں تو ایک دوسرے سے منہ پھیر لیں اور ان میں سے بہتر وہ ہے پہلے سلام کہے۔''(4)

---

(1) صحیح مسلم (۲۵۸۱)، صحیح الترمذي (۲٤۱۸)، فتاویٰ ابن تیمیه (۱۸/۱۸۸)، مسند أحمد (۸٤۱٤)

(2) صحیح مسلم (۲۵۸۸)، صحیح ترمذي (۲۰۲۹)، صحیح الترغیب (۳۷۳۳)

(3) معجم طبرانی کبیر، شعب الإیمان للبیهقي، صحیح الجامع (۱۲٦۱)

(4) صحیح أبو داود (٤۹۱٤)، صحیح الجامع (۷٦۵۹)، صحیح الترغیب (۲۷۵۹)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ایک مسلمان تین دن سے زیادہ کسی سے ترکِ کلام نہ کرے۔ انسان کی پیدائش خاک سے ہوئی ہے۔ سارے پھل، پھول، باغ، چشمے وغیرہ اسی خاک میں واقع ہوئے ہیں، خاک بناتی ہے، آگ جلاتی ہے۔ تکبر، غرور آگ کی مانند ہے، اس سے بچنا چاہیے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ سلام کو عام کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''پہچاننے والے اور نہ پہچاننے والے سب کو سلام کہہ۔''[1]

''جو دو مسلمان ملتے ہیں اور باہم مصافحہ کرتے ہیں، ان کے جدا ہونے سے پہلے انھیں معاف کر دیا جاتا ہے۔''[2]

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر جھکانا عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں سے محبت کرنا بھی عبادت ہے۔ جب دونوں میں توازن ہو گا تب جنت ملے گی۔ ارشادِ مبارک ہے:

''تمھارے رب کا تم پر حق ہے، تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمھارے ملاقاتیوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمھارے ماتحتوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمھاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ لہٰذا تم ہر حق دار کو اس کا حق دیا کرو۔''[3]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

---

[1] صحيح البخاري و صحيح مسلم.

[2] صحيح أبو داود (٥٢١٢)، صحيح الترمذي (٢٧٢٧)، صحيح ابن ماجه (٣٠٠٣)، مسند أحمد (١٨٥٤٧)، الصحيحه (٥٢٥)

[3] ابن حبان (٣٢٠) و صححه الأرناؤوط.

اسلامی احکام

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے اور اسی سے ہمیشہ ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جس کے اندر ایمان کی رغبت اور اس کی طلب دیکھتا ہے تو اس کی راہنمائی فرماتا ہے۔ بندہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم بڑھاتا ہے تو اللہ اس کی طرف دو قدم بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی راہنمائی فرماتا ہے جس سے دین و دنیا کی سعادتوں کے دروازے ان کے لیے کھل جاتے ہیں۔ دینِ اسلام میں مرد اور عورتوں کو بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے، مرد کو قوامی دی گئی ہے۔ مرد کو قوام کہا گیا ہے اور عورت کے قدموں میں جنت قرار دی گئی ہے۔ اسلام میں مردوں و عورتوں کے لیے ایک جیسے ہی احکام آئے ہیں، جیسے کہ سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ [النور:۳۱]

”اور مومن عورتوں سے کہہ دے اپنی کچھ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائے اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔“

آج کے دور میں رسالوں، ٹی وی اور فلموں میں کم عمر کی بچیاں جس طرح کا لباس دیکھتی ہیں وہ بھی پہننا چاہتی ہیں۔ ماؤں کا کام ہے کہ ان کی تربیت اسلامی طریقہ سے کریں، جنت کی خاتون حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

”جس نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ انھیں میں سے ہے۔“[1]

بے حیائی سے بچنا اور سادگی اپنانا چاہیے، کیونکہ ”سادگی ایمان“ میں سے ہے۔ میک اپ کے نام پر ابروؤں کے بال کاٹنا یا نوچنا اور ناخن بڑھانا حرام ہے، یہ سب شیطانی فعل ہے، کیونکہ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ﴿١١٩﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿١٢١﴾﴾ [النساء: ١١٩-١٢١]

”اور یقیناً میں انھیں ضرور گمراہ کروں گا اور یقیناً میں انھیں ضرور آرزوئیں دلاؤں گا اور یقیناً میں انھیں ضرور حکم دوں گا تو یقیناً وہ ضرور چوپاؤں کے کان کاٹیں گے اور یقیناً میں انھیں ضرور حکم دوں گا تو یقیناً وہ ضرور اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت بدلیں گے اور جو کوئی شیطان کو اللہ کے سوا دوست بنائے تو یقیناً اس نے خسارہ اٹھایا، واضح خسارہ۔ وہ انھیں وعدے دیتا ہے اور انھیں آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انھیں دھوکے کے سوا کچھ وعدہ نہیں دیتا۔ یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کی پیروی کرنے والا نہ بنائے، جو شخص جنت کا طلب گار ہوتا ہے وہ ہمیشہ نیکیوں کی طرف لپکتا ہے۔ جو دوزخ کی آگ سے ڈرتا ہے وہ ناجائز خواہشات سے بچتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں عزت وشرف اسی عورت کے لیے ہے

---

[1] أبو داودو معجم طبراني أوسط، صحيح الجامع (٦١٤٩)

جو تقویٰ کے ساتھ زندگی گزارے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴾ [الحجرات: ١٣]

”بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقوی والا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے سرپرستوں کے لیے آزمایش نہ بنیں۔ اگر بیوی ہو تو پیارے نبی ﷺ کی بیویوں کی طرح بنیں۔ اگر بیٹی ہو تو شرافت اور حیا کا پیکر بن کر اپنے باپ کا سر بلند کریں۔ اگر کسی کی بہن ہیں تو اپنی عزت کی حفاظت کر کے بھائی کی لاج رکھیں۔ خواتین کو چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنی اقدار کو سنبھالنے والی بنیں۔ جہاں تک ممکن ہو اپنی بچیوں، رشتے داروں کی بچیوں اور پڑوسی کی بچیوں کو اسلامی طرزِ زندگی گزارنے کی تلقین کریں۔

بے پردہ عورتیں

ایک زمانہ تھا کہ لوگوں کو پردے پر ناز تھا، آج لوگوں کو بے حیائی پر ناز ہے۔ آج پردہ ایک فیشن بن کر رہ گیا ہے، برقع پردے کے لیے پہننا چاہیے نہ کہ فیشن کے لیے، جو عورت چمکیلا بھڑکیلا برقع پہن کر اور بجنے والے زیور پہن کر باہر نکلتی ہے گویا وہ غیر مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ایسی عورتوں پر نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ ارشادِ مبارک ہے:

”ایسی عورتیں جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہیں گی۔“[1]

جو نامحرم رشتے ہیں ان سے پردہ کرنا چاہیے، کسی کے بھی سامنے کھلے سر یا کھلے ستر نہیں جانا چاہیے۔ قرآنِ کریم میں سورۃ النساء، سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب

---

[1] رواه الترمذي

میں اس کی بہت سخت وعید آئی ہے۔ گھر سے باہر نکلتے وقت خود کو پوری طرح ڈھک کر نکلنا چاہیے۔ آج کل ملازمت کے لیے یا شادی بیاہ کی تقریب میں جانے کے لیے عورتیں میک اپ کر کے کھلے منہ اور کھلے سر باہر نکلتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ﴾ [الأحزاب: ٥٩]

''اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے آپ پر لٹکا لیا کریں۔''

سود، رشوت اور حرام کی دولت

شرعی احکام میں بندے کا امتحان مقصود ہے کہ وہ شریعت کے مطابق کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی پابندی قبول کرتا ہے یا نہیں۔ چند مخصوص اموال میں زیادتی کا نام سود ہے۔ سود کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، اس لیے بہت سختی سے منع فرمایا ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ﴾

[آل عمران: ١٣٠]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مت کھاؤ سود کئی گنا، جو دگنے کیے ہوئے ہوں۔''

ایک اور جگہ فرمایا ہے:

﴿ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ﴾ [البقرہ: ٢٧٥]

''اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔''

جبکہ نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، گواہوں اور لکھنے والے پر لعنت کی ہے۔''[1]

''سود کے تہتر درجے ہیں، ان کا (گناہ میں) معمولی درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے نکاح کرے اور سب سے بڑا سود مسلمان کی عزت تباہ کرنا ہے۔''[2]

''سود کا ایک درہم جو مرد جان بوجھ کر کھا لیتے ہیں وہ چھتیس بار زنا سے زیادہ (بھاری) ہے۔''[3]

مسلمان کو ان تمام کاموں سے بچنا چاہیے جو اس کی ہلاکت و بربادی کا باعث بنیں، کیونکہ سود کھانے والا باغی اور ظالم ہے اور بغاوت اور ظلم کا نتیجہ تباہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمۖ ﴾ [يونس: ٢٣]

''اے لوگو! تمھاری سرکشی تمھاری جانوں ہی پر ہے۔''

سود کے علاوہ رشوت اور حرام کی کمائی اور ہر ناجائز طریقے سے حاصل کیے ہوئے مال و دولت سے بچیں، ایسے ہی بیواؤں اور یتیموں کا مال بھی ہرگز نہیں کھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] مختصر صحيح مسلم للألباني (٩٥٥)، سنن أبي داود، سنن الترمذي، سنن ابن ماجه، صحيح ابن حبان، صحيح الجامع (٥٠٨٩_٥٠٩٠)

[2] سنن ابن ماجه، مستدرك الحاكم، مسند البزار، معجم طبرانى أوسط، صحيح الجامع (٣٥٣٧_٣٥٤٢)

[3] مسند أحمد، معجم طبرانى كبير، صحيح الجامع (٣٣٧٥)

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ﴿۱۰﴾ ﴾ [النساء: ۱۰]

”بے شک جو لوگ یتیموں کے اموال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں کھاتے اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔“

ہر مسلمان کو چاہیے کہ نیکی کے راستے پر چلے، اسے آخرت کے لیے ذخیرہ بنائے، اپنے مسلمان بھائی کو بے غرض قرض دے اور اگر تنگ دست ہو تو اسے مہلت دے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس پر رحم کرے۔ اس طرح معاشرت میں باہمی محبت اور بھائی چارہ کا بول بالا ہوگا۔

وراثت کا بیان

مسلمانوں میں ایک دوسرے کا وارث ہونا کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ لِکُلٍّ جَعَلۡنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ ﴾ [النساء: ۳۳]

”اور ہم نے اس (ترکے) میں جو والدین اور زیادہ قرابت والے چھوڑ جائیں، ہر ایک کے وارث مقرر کر دیے ہیں۔“

ایک جگہ فرمایا ہے:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ ۪ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡہُ اَوۡ کَثُرَ ؕ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ﴿۷﴾ ﴾ [النساء: ۷]

”مردوں کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتے دار

چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں، اس میں سے جو اس (مال) سے تھوڑا ہو یا بہت، اس حال میں کہ مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔"

نیز فرمایا ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ﴾

[النساء ١١]

"اللہ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم دیتا ہے، مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کے برابر حصہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں وراثت کے تعلّق سے تفصیل سے فرمایا ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿13﴾﴾

[النساء:١٣]

"یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے وہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"

﴿وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿14﴾﴾ [النساء: ١٤]

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے تجاوز کرے وہ اسے آگ میں داخل کرے گا، ہمیشہ اس میں رہنے والا ہے اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔"

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ان احکام کی خوش دلی سے پیروی کرے

اورخود کو رسوا کن عذاب سے بچالے، کیونکہ یہ بھی حقوق العباد میں سے ہے۔

مہر کی ادائیگی

نکاح ایک ایسا عقد و معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں مرد او رعورت ایک دوسرے کے لیے حلال ہوجاتے ہیں۔عورت کو حلال بنانے کے لیے خاوند جو مال دیتا ہے وہ ''مہر'' ہے، یہ بیوی کو دینا واجب اور فرض ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ﴾ [النساء: ٤]

''اورعورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دو۔''

''مہر کے لیے کچھ تلاش کر، چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔''[1]

مہر میں تخفیف مستحب ہے۔اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''وہ عورت سب سے زیادہ بابرکت ہے جس کا حصول آسانی سے ہو، مہر کم ہواور رحم زرخیز ہو۔''[2]

اور ایک حدیث میں ہے:

''بہترین نکاح وہ ہے جو آسان وکم خرچ ہو۔''[3]

عقد کے وقت مہر کا تذکرہ کرنا مسنون ہے۔مہر عقدِ نکاح کے ساتھ ہی ادا کر دیا جائے تو بھی صحیح ہے اوراس کے کل یا کچھ حصے کی تاخیر بھی جائز ہے۔ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ۝4 ﴾ [النساء: ٤]

---

[1] صحيح البخاري، صحيح مسلم، سنن أبي داود، مسند أحمد، صحيح الجامع (١٢٤١)

[2] مسند أحمد، ابن حبان، بيهقي، مستدرك الحاكم، إرواء الغليل (٦/٣٥٠)

[3] سنن أبي داود، صحيح ابن ماجه، صحيح الجامع الصغير (٣٣٠٠)

''اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دو، پھر اگر وہ اس میں سے کوئی چیز تمھارے لیے چھوڑنے پر دل سے خوش ہو جائیں تو اسے کھا لو، اس حال میں کہ مزے دار، خوشگوار ہے۔''

قرض کا بیان

قرض کا لغوی معنی کاٹنا ہے اور شرعاً کسی کو فائدہ حاصل کرنے کے لیے مال دینا، مثلاً ایک ضرورت مند کہتا ہے: مجھے اتنا مال یا سامان یا جانور اتنی مدت کے لیے بطورِ ''قرض'' دے، پھر میں اُسے واپس کروں گا اور وہ اسے دے دے۔ قرض کی ادائیگی کی میعاد مقرر ہو تو بھی صحیح ہے، اگر میعاد متعین نہ ہو تو بہتر ہے، کیوں کہ اس میں مقروض کے لیے آسانی ہے۔ اگر کوئی مسلمان بنا کسی لالچ کے کسی کی مدد کرتا ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے تو گویا وہ اللہ کو قرض دیتا ہے جسے قرضِ حسن کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اُس کا بہت بڑا اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ⑪﴾ [الحديد: ١١]

''کون ہے وہ جو اللہ کو قرض دے، اچھا قرض، تو وہ اسے اس کے لیے کئی گنا کر دے اور اس کے لیے باعزت اجر ہو۔''

''جو شخص اپنے بھائی سے دنیا کا غم و تکلیف دور کرتا ہے، اللہ قیامت کے روز اس کے غم اور تکلیف کو دور کرے گا۔''[1]

مقروض کو بھی چاہیے کہ وہ اس کا احسان مانے اور قرض کی ادائیگی بھلے طریقے

---

[1] مختصر صحيح مسلم (١٨٨٨)، سنن أبي داود، سنن الترمذي، سنن ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع (٦٥٧٧)

سے کرے۔ نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''اچھا انسان وہ ہے جو اچھے طریقے پر ادائیگی کرے۔''[1]

حسنِ اخلاق

''عادت'' انسانی نفس میں ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس سے اختیاری اچھے یا برے کام سرزد ہوتے ہیں۔ طبعی طور پر اس میں اچھی یا بری تربیت کا اثر ہوتا ہے۔ اچھے اخلاق کے مالک کی یہ صفات بیان کی جاتی ہیں کہ وہ حیادار ہو، ایذا نہ دینے والا ہو، نیک کام بہت کرے، سچی زبان والا ہو، کم گفتار ہو، بہت عمل والا ہو، تعلقات جوڑنے والا ہو، صبر کرنے والا ہو، راضی رہنے والا ہو، رحم دل اور وفادار ہو، گالی گلوچ نہ کرنے والا ہو۔ چغل خوری، غیبت، حسد بغض اور کینہ نہ رکھنے والا ہو۔ نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''تو جہاں بھی ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈر، برائی ہو جائے تو نیکی کر، وہ برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ برتاؤ کر۔''[2]

دوسرے ارشاد میں فرمایا ہے:

''وہ ہم سے نہیں جو بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور چھوٹے پر رحم نہیں کرتا۔''[3]

نیز فرمایا:

''میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی شے بھاری نہیں۔''[4]

---

[1] رواه البخاري.

[2] سنن أبي داود، سنن الترمذي، مسند أحمد، مستدرك الحاكم، صحيح الجامع (٩٧)

[3] الأدب المفرد للإمام البخاري، سنن أبي داود، سنن الترمذي، مستدرك الحاكم، صحيح الترغيب (٩٨)

[4] الأدب المفرد، سنن الترمذي، صحيح ابن حبان، بيهقى، الصحيحه (٨٧٦)

''نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔''[1]

نیز ارشادِ گرامی ہے:

''بے شک مجھے تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں اچھے اخلاق والے ہیں۔''[2]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿133﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿134﴾﴾

[آل عمران: ١٣٣۔١٣٤]

''اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑو اپنے رب کی جانب سے بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین (کے برابر) ہے، ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

صبر وتحمل:

صبر ان صفات و عادات میں سے ہے جن سے ایک مسلمان خوبصورتی اور زینت حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ترکِ مرغوبات پر صبر کرنا اور بظاہر نا پسندیدہ امور پر عمل کرنے کی تکالیف برداشت کرنا بھی صبر ہے۔ اسی لیے اللہ نے صبر کرنے

---

[1] الأدب المفرد، مختصر صحيح مسلم (١٧٩٤)، سنن الترمذي، صحيح الجامع (٢٨٨٠)

[2] صحيح البخاري، سنن الترمذي، سنن ابن حبان، طبرانی كبير مسند أحمد، الصحيحه (٧٩١،٤٣٣)

والوں کو جنت کی بشارت دی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ﴾ [آل عمران: ٢٠٠]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور مقابلے میں جمے رہو اور مورچوں میں ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

اور دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ ﴾ [البقرہ: ١٥٥-١٥٧]

''اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دے۔ وہ لوگ کہ انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں ہیں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''

شرم وحیا:

حیا مسلمان کی صفت ہے، حیا ایمان کا ایک جز ہے اور ایمان مسلمان کا عقیدہ اور اس کی زندگی کی درستی ہے۔ نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''حیا ایمان کا جز ہے۔''[1]

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] صحيح البخاري، و صحيح مسلم وغيره، صحيح الجامع (٣١٩٧)

''حیا پوری کی پوری خیر و بھلائی ہے۔''[1]

''حیا ایمان ہے اور ایمان بہشت میں لے جائے گا اور بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم کا موجب ہے۔''[2]

عدل و انصاف:

دینِ اسلام میں عدل وانصاف کو بہت ہی اہم درجہ دیا گیا ہے۔ قرآن میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت بار تنبیہ کی ہے، ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ﴾ [الأنعام: ١٥٢]

''اور جب بات کرو تو انصاف کرو خواہ رشتہ دار ہو۔''

دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾ [الحجرات: ٩]

''اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

جبکہ نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''انصاف کرنے والے اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے، وہ جو اپنے فیصلہ جات، اہل و عیال اور جو ان کی حکمرانی میں ہوں، میں انصاف کرتے ہیں۔''[3]

اسلام میں عدل و انصاف کی انتہا تو یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ بھی عدل و انصاف

---

[1] مختصر صحيح مسلم (٣١)، و سنن أبي داود

[2] الأدب المفرد، سنن الترمذي، سنن ابن ماجه، مستدرك الحاكم، مسند أحمد، الصحيحه (٤٩٥)

[3] صحيح مسلم (١٨٢٧)، سنن النسائي الكبرى (٥٩١٧)، صحيح ابن حبان (٤٤٨٥)، مسند أحمد: (١٢١/١١)

اور نیکی کا رویہ قائم رکھنے کو کہا گیا ہے۔ انسانی معاملات میں مسلمانوں کا معاملہ کافر کے ساتھ بھی رحمت و مہربانی کا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''تو زمین والوں پر رحم کر، آسمان والا تجھ پر رحم کرے گا۔''[1]

عدل و انصاف کی طرح ہی اعتدال و میانہ روی کو بھی فوز و فلاح پانے والوں کی صفات میں سے شمار کیا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿67﴾﴾ [الفرقان: ٦٧]

''اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور (ان کا خرچ) اس کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔''

اعتدال انسان کے لیے بہت بڑی فضیلت ہے اور کردار کی بلندی کی علامت بھی ہے۔ مسلمان حلال پر اکتفا اور حرام سے اجتناب کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔

ایثار و قربانی اور نیکی سے پیار:

مسلمان کے اخلاق میں اور جو اس نے دینی تعلیمات اور اسلام کی اچھائیوں میں سے فیض و برکات کمائے ہیں، ان میں ایثار اور دوسروں سے محبت کرنا بھی شامل ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ دوسروں کو خود پر فوقیت دے۔ خود کو بھوکا رکھ کر دوسروں کا پیٹ بھرے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا﴾ [المزمل: ٢٠]

''اور جو نیکی بھی تم اپنی جانوں کے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں

[1] مستدرك الحاكم، طبراني كبير و أوسط و صغير، الصحيحه (٩٢٥)

پاؤ گے کہ وہ بہتر ثواب میں کہیں بڑی ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ [آل عمران: ۱۱۰]

''تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

احسان و بھلائی:

دینِ اسلام کی بنیاد تین چیزیں ہیں: ایمان، اسلام اور احسان۔ احسان پر مسلمان کی نظر صرف اس انداز کی نہیں کہ یہ ایک اچھی عادت ہے بلکہ وہ اسے اپنے عقیدے کا ایک حصہ اور اسلام کا بڑا جز سمجھتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ [البقرہ: ۱۹۵]

''اور نیکی کرو، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ﴾ [النحل: ۹۰]

''بے شک اللہ عدل اور احسان اور قرابت والے کو دینے کا حکم دیتا ہے۔''

جبکہ ایک جگہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ﴾ [البقرہ: ۸۳]

''اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔''

سچائی:

مومن سچا اور سچائی پسند ہوتا ہے، کیوں کہ سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے، نیکی

جنت میں لے جاتی ہے اور جنت تو مسلمان کی سب سے بڑی مراد اور عظیم تمنا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴾ [التوبہ: ١١٩]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ﴾

[الأحزاب: ٢٣]

''مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنھوں نے وہ بات سچ کہی جس پر انھوں نے اللہ سے عہد کیا۔''

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴾

[الزمر: ٣٣]

''اور وہ شخص جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ بچنے والے ہیں۔''

''سچائی اختیار کرو، سچائی نیکی کا راستہ دکھائی ہے اور نیکی بہشت میں لے جاتی ہے۔''[1]

صلہ رحمی:

رحم لفظ رحمٰن سے نکلا ہے، اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اس کے بندوں میں بھی پائی

[1] صحيح البخاري (٦٠٩٤)، صحيح مسلم (٢٦٠٧)

جاتی ہے، مسلمان رحم دل ہوتا ہے اور رحم کرنا اس کی عادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خود بھی رحمت و شفقت کو پسند کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتا رہتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿17﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿18﴾ ﴾ [البلد: ١٧۔١٨]

''پھر (یہ کہ) ہو وہ ان لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور جنھوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی وصیت کی۔ یہی لوگ دائیں ہاتھ والے ہیں۔''

اور نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''[1]

اسی طرح فرمانِ گرامی ہے:

''باہمی محبت، ایک دوسرے پر رحم اور نرمی کرنے میں ایمان داروں کی مثال ایک جسم کی ہے کہ اگر اس کا ایک عضو بیمار ہوجائے تو سارا جسم بیداری اور بخار محسوس کرتا ہے۔''[2]

ظلم اور خیانت:

مسلمان کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اس پر ظلم کیا جائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿279﴾ ﴾ [البقرة: ٢٧٩]

''نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

---

[1] صحيح البخاري (٥٩٩٧)، صحيح مسلم (٢٣١٨)

[2] صحيح البخاري (٦٠١١)، صحيح مسلم (٢٥٨٦)

﴿وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿١٩﴾﴾ [الفرقان: ١٩]

''اور تم میں سے جو ظلم کرے گا ہم اسے بہت بڑا عذاب چکھائیں گے۔''

جبکہ نبی ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

''ظلم سے بچو، کیونکہ قیامت کے دن ظلم تاریکیوں کا باعث ہوگا۔''[1]

اور ایک حدیث میں ہے:

''اور جو ایک بالشت کے قدر ظلم کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر سات زمینوں کے طوق ڈالے گا۔''[2]

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

''اللہ تعالیٰ پہلے تو ظالم کو مہلت دیتا ہے، پھر جب اسے پکڑتا ہے تو پھر بھاگنے کی کوئی مہلت و راہ نہیں دیتا۔''[3]

ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

''اور مظلوم کی بد دعا سے بچو، کیونکہ اس کے اور اللہ کے مابین کوئی حجاب نہیں ہے۔''[4]

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

''جس نے اپنی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا حق مار لیا، اللہ نے اس کے لیے جہنم واجب اور بہشت حرام کر دی ہے۔'' ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! چاہے وہ معمولی حق ہو؟ فرمایا: ''چاہے پیلو کے درخت کی

---

[1] صحیح مسلم (٢٥٧٨)، صحیح الأدب المفرد (٣٧٣)

[2] صحیح مسلم (١٦١٠)، صحیح ابن حبان (٥١٦٤)

[3] صحیح الترمذی (٣١١٠)، صحیح ابن حبان (٥١٧٥)

[4] صحیح البخاري (٢٤٤٨)، صحیح مسلم (١٩)، صحیح الترمذي (٢٠١٤)

ایک ٹہنی ہی ہو۔‘‘[1]

جبکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ﴾ [النساء: ٥٨]

’’بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو۔‘‘

اسراف

اسراف یعنی فضول خرچی، قرآن میں اس کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی تک کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ ﴾ [بني إسرائيل: ٢٦-٢٧]

’’اور رشتے دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور مت بے جا خرچ کر، بے جا (فضول) خرچ کرنا۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے ہمیشہ سے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان ہمیشہ سے اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ جب کسی کو دولت سے مالا مال کرتا ہے تو اس مال میں دوسروں کا حق بھی شامل ہوتا ہے اور ہر حق دار کا حق ادا کرنا بندے کا فرض ہے۔ آج جدھر بھی ہم دیکھتے ہیں کوئی امیر سے امیر تر ہے کوئی غریب سے غریب تر، اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ دوسروں کا حق ادا کرنا چھوڑ دیا گیا ہے جیسا کہ کرنا چاہیے تھا۔ ہم نے

[1] صحيح مسلم (١٣٧)، سنن النسائي (٥٤١٩)، سنن ابن ماجه (٢٣٢٤)

ریا کاری اور فضول خرچی کو اپنی عادت بنا لیا ہے، شادی بیاہ میں لاکھوں روپیہ غیر ضروری چیزوں پر ہی خرچ کر دیتے ہیں جس کا حساب انھیں اللہ تعالیٰ کے یہاں دینا ہے۔ ان پیسوں کا تھوڑا سا حصہ کسی غریب کی لڑکی پر اگر خرچ کر دیں تو اس کا اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ دولت مند انسان اپنی بیٹی کو لاکھوں کا جہیز دیتا ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں برائیاں پھیل رہی ہیں۔ غریب بچیاں خوبصورت اور اچھی سیرت ہونے کے باوجود بھی کنواری بیٹھی رہتی ہیں۔ کچھ گمراہ لالچی لوگوں نے شادی کو تجارت بنا لیا ہے، مانگ کر لینا کوئی عیب نہیں سمجھتے۔ یہ بھی نہیں سوچتے کہ لڑکی والوں میں اس کی استطاعت ہے بھی یا نہیں۔ بعض اوقات باپ کو اپنا گھر بار بیچنا پڑ جاتا ہے تاکہ وہ بیٹی کے سسرال والوں کی فرمایش پوری کر سکے۔ ایسی شادیاں کس طرح کامیاب ہوسکتی ہیں جن کی بنیاد ہی آنسوؤں اور دل دکھانے پر رکھی گئی ہو۔

جب وہ لڑکی اپنے سسرال جاتی ہے تو اپنے دل میں محبت کی بجائے نفرت لے کر جاتی ہے اور کبھی اپنے شوہر اور اس کے گھر والوں کو دل سے قبول نہیں کر پاتی اور گھر میں ایک نیا فساد شروع ہوجاتا ہے۔ دوسرا رخ وہ ہے جہاں لڑکی سسرال والوں کے من مطابق جہیز نہیں لے کر جاتی وہاں شروع ہوتا ہے کبھی نہ ختم ہونے والا ظلم ونفرت جس میں سب کچھ مثلاً گھر کا چین وسکون جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ لڑکی کو طرح طرح کی ذہنی و بدنی اذیتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ عورت ہی عورت کی دشمن بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف کریں، جو سلوک آپ دوسروں کے ساتھ کر رہی ہیں کل آپ کی بیٹی کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔

ماؤں اور بہنو! میری بات پر ذرا غور کریں، جو بہنیں اپنی ساس کی عزت نہیں کرتیں اور ان پر ظلم کرتی ہیں، ان کا حق ادا نہیں کرتیں تو وہ سوچ لیں کہ کل ان کی

اولاد بھی وہی سلوک ان کے ساتھ کرے گی۔ پھر کیسا محسوس ہوگا؟ جو ساسیں اپنی بہو پر ظلم کرتی ہیں وہ بھی جان لیں کہ ان کے ایک ایک ظلم کا حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ظلم چاہے ہاتھ پیر سے کیا جائے یا زبان سے،ظلم تو ظلم ہی ہے اور اس کی سزا برحق ہے۔

آج ہر گھر میں بے سکونی اور نفسی نفسی کا عالَم ہے، اس کا ذمے دار کون ہے؟ ''ہم خود ہیں'' ہمیں چاہیے کہ کسی کی دولت پر نظر نہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر اور صبر کریں۔ انسان کو چاہیے کہ دنیاوی معاملوں میں وہ اپنے سے کمتر لوگوں کو دیکھے اور دین کے معاملے میں اپنے سے بہتر لوگوں دیکھے۔تبھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن سکے گا۔ آپس میں میل محبت سے رہنا چاہیے، تاکہ زندگی جنت کا نمونہ بن سکے۔ دولت مندوں کو بھی چاہیے کہ اپنی دولت کا مظاہرہ کھلے عام غیر ضروری ناجائز چیزوں پر نہ کریں جس سے معاشرے میں فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہو۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہر بندے سے تین سوال پوچھے گا: ''تم نے جوانی کیسے گزاری؟''، ''مال کیسے کمایا اور کہاں اور کیسے خرچ کیا؟'' اور ''علم حاصل کیا تو عمل کیوں نہیں کیا؟'' دولت اگر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے تو دوسری طرف فتنہ وآزمائش بھی ہے۔ اگر اسے صحیح طریقے سے اعتدال کے ساتھ خرچ کیا جائے تو نعمت ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَآ أَمۡوَٰلُكُمۡ وَأَوۡلَٰدُكُمۡ فِتۡنَةٞۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجۡرٌ عَظِيمٞ ﴾

[التغابن: ۱۵]

''تمھارے مال اور تمھاری اولاد تو محض ایک آزمایش ہیں اور جو اللہ ہے اسی کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿67﴾ ﴾ [الفرقان: ٦٧]

''اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور (ان کا خرچ) اس کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے تو اسے اپنے لیے رحمت بنائیں اور اسے جائز طریقے سے استعمال کریں، سبھی حق داروں کا حق ادا کریں، اپنی ہی خواہشوں کی پیروی میں نہ لگے رہیں۔ جب انسان اپنی ہی جائز و ناجائز خواہشوں کو پورا کرنے میں لگا رہے گا تب اسے دوسروں کا حق ادا کرنے کا خیال کب آئے گا؟ نبی کریم ﷺ نے تین چیزوں سے بچنے کے لیے تاکید فرمائی ہے:

''تین چیزیں تباہ کن ہیں: خواہش کی پیروی، کنجوسی کی اطاعت اور انسان کا اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنا۔''[1]

قرآن پاک ذریعۂ نجات ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عنقریب ایک بڑا فتنہ سر اٹھائے گا۔'' ایک صحابی نے عرض کی: اس فتنے میں ذریعہ نجات کیا ہوگا؟ فرمایا: ''اللہ کی کتاب میں، اس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے حالات ہیں اور تم سے بعد ہونے والی باتوں کی خبر ہے اور تمھارے آپس کے معاملات کا فیصلہ ہے، جو کوئی اسے چھوڑ کر کسی اور بات کو اپنی ہدایت کا ذریعہ بنائے گا اللہ اسے گمراہ کر

---

[1] طبرانی أوسط، الصحیحه (١٨٠٢)

دے گا، اللہ کی مضبوط رسی یہی ہے، یہی حکمتوں سے بھری ہوئی یاد دہانی ہے، یہی بالکل سیدھی راہ ہے۔ جس نے اس کے ساتھ بات کی سچ کہا، جس نے اس پر عمل کیا اجر پائے گا، جس نے اس کی بنیاد پر فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا۔''[1]

اور ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾

[صٓ: ٢٩]

''یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔''

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتابِ مقدس کو پڑھا، سمجھا اور اس پر عمل کیا جائے اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچایا جائے اور اس کی راہنمائی میں زندگی گزارنے کے اصول طے کیے جائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو قرآن کا علم حاصل کریں اور (دوسروں کو) اس کی تعلیم دیں۔''[2]

---

[1] ضعيف الترمذي (٢٩٠٦) و ضعفه في كتبه وقال ابن تيميه في حقوق آل البيت: (٢٢)، مشهور وفي درء التعارض (٢٦٨/٥) له طرق وفي المجموع (٣٦٦/١٣) من طرق متعدده.

[2] صحيح البخاري (٥٠٢٧)، صحيح أبي داود (١٤٥٢)، صحيح الترمذي (٢٩٠٩)، مسند أحمد (١٣١٧)

ایسے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ انفرادی و اجتماعی سطح پر اپنی اصلاح کی فکر کی جائے۔ گویا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی اطاعت کا راستہ ہی کامیابی کا راستہ ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿54﴾ ﴾ [الزمر: ٥٤]

''اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے مطیع ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ جائے، پھر تمھاری مدد نہیں کی جائے گی۔''

اس موقع پر ہم سب کو اجتماعی توبہ کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہے، یہی امر ہماری موجودہ کمزوری اور بے بسی میں قوت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ بیرونی مشکلات کے مقابلے کے لیے اندرونی دنیا میں سکون پیدا کریں، تاکہ حالات کا بہتر طور پر مقابلہ کرنے کے قابل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ [الرعد: ٢٨]

''سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴾ [البقرہ: ١٥٢]

''سو تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔''

بہترین ذکر « سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ » ہے، اس تسبیح کو چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے پڑھنا چاہیے۔ اذان سننا، اسے دہرانا، یا اذان کا جواب دینا سنت ہے۔ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا اور اذان کی دعا کرنی چاہیے، گھر سے

باہر جاتے وقت اگر یہ دعا پڑھ لیں تو ہر طرح سے محفوظ رہیں گے:

«بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ»[1]

اس دعا کی سند پر کلام کیا گیا ہے، لہٰذا اس سے صحیح تر یہ دعا بھی کر لیا کریں:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، وَ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهِلَ أَو يُجْهَلَ عَلَيّ»[2]

جنات سے نجات حاصل کرنے کے لیے

مسند احمد، صحیح مسلم، ترمذی اور نسائی میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس گھر میں سورۃ البقرہ پڑھی جائے، شیطان وہاں داخل نہیں ہوسکتا۔''[3]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''جو شخص سورۃ البقرۃ کی پہلی چار آیات، آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور اسی سورۃ کی آخرت تین آیات، رات کے وقت پڑھ لے تو اس رات شیطان اس کے گھر نہیں جاسکتا اور اس دن اس کو اور اس کے گھر والوں کو شیطان یا اور کوئی بری چیز ستا نہیں سکتی۔ یہ دس آیات اگر کسی مجنون پر پڑھی جائیں تو اس کا دیوانہ پن دور ہو جاتا ہے۔''[4]

معوذتین یعنی سورت: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ

---

[1] سنن أبي داود (٣٢٥/٤)، صحيح سنن الترمذي (١٥١/٣)

[2] سنن أبي داود (٥٠٩٤)، صحيح الترمذي (١٥٢/٣)، سنن النسائي (٥٥٠١)، صحيح ابن ماجه (٣٣٦/٢)

[3] صحيح مسلم (٢١٢، ٧٨٠)، صحيح الترمذي: ٢٨٧٧، سنن النسائي الكبرى (٨٠١٥)، مسند أحمد تحقيق أحمد شاكر (١٨٨/١٦)

[4] ورد في عدة كتب ولكنهم ضعفوه.

النَّاسِ ﴾ کے شانِ نزول میں مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر ایک یہودی نے جادو کیا تو اللہ تعالیٰ نے معوذتین نازل فرمائیں جس کی وجہ سے جادو کا اثر زائل ہوگیا۔[1]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ یہ سورتیں پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک لیا کرتے، پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے سر، منہ اور تمام جسم پر پھیر لیا کرتے تھے آپ ﷺ تین مرتبہ ایسا کرتے تھے۔''[2]

صبح وشام کی مسنون دعائیں پڑھنے سے انسان آفات سے محفوظ رہتا ہے جن میں سے ایک یہ ہے:

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ»[3]

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ اس کے غضب اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے پناہ مانگتا ہوں۔''

دوسری دعا:

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ»[4]

---

[1] صحيح البخاري (٥٧٦٣)، صحيح مسلم (٢١٨٩)

[2] صحيح البخاري (٥٠١٧)

[3] سنن الترمذي (٣٥٢٨)، مصنف ابن أبي شيبه (٢٤٠/٣)، صحيح الترغيب (١٦٠١) (ایک ایک مرتبہ صبح وشام اور سوتے میں ڈر جانے پر)

[4] صحيح مسلم (٢٧٠٩)، سنن أبي داود (٣٨٩٩)، سنن الترمذي (٣٦٠٤)، سنن نسائي الكبرىٰ (١٠٤٢١)، سنن ابن ماجه (٣٥١٨)، مسند أحمد (٨٨٦٧) (تین تین مرتبہ صبح وشام)

''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ اُن تمام چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہیں۔''

« بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِيْ الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ »[1]

''اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہی سننے والا ہے، وہی جاننے والا ہے۔''

رات کو سوتے وقت پڑھنے کے اذکار:

رات کو سونے سے قبل پڑھنے کا وظیفہ یہ ہے:

① "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"

② سورۃ اخلاص تین مرتبہ۔

③ سورۃ الفلق تین مرتبہ۔

④ سورۃ الناس تین مرتبہ۔[2]

⑤ آیۃ الکرسی۔[3]

قرآنی دعائیں وتسبیح

❁ ﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ ﴾ [الأعراف: ٢٣]

[1] سنن أبي داود (٥٠٨٨)، سنن الترمذي (٣٣٨٨)، سنن ابن ماجه (٣٨٦٩)، صحيح ابن ماجه (٣٣٢/٢) (تین تین مرتبہ صبح وشام)

[2] سنن أبي داود (٣٢٢/٤)، صحيح الترمذي (١٨٢/٣)

[3] مستدرك الحاكم (٥٦٢/١)، سنن النسائي و طبراني أوسط، صحيح الترغيب (٢٧٣/١)

۞ ﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴾ [نوح: ٢٨]

۞ ﴿ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴾ [إبراهيم: ٤٠-٤١]

۞ ﴿ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴾ [الأنبياء: ٨٧]

۞ ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ [البقرة: ١٢٧]

۞ ﴿ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴾ [المؤمنون: ١١٨]

۞ ﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴾ [آل عمران: ٨]

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ»

«اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ»

«اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ»

رمضان المبارک کی ایک مخصوص دعا

شب قدر (یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ ویں شب) میں پڑھنے کے لیے:

«اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي»

رمضان المبارک کا مہینا ایک تربیتی مہینا ہے۔ رمضان میں ہر شخص نماز، روزہ، تلاوت اور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے تمام احکام پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اسی طرح بقیہ مہینوں میں بھی پیروی کرے۔ یہی اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا فرمان ہے۔

صبح وشام پڑھنے کی تسبیح

- ”سُبُحَانَ اللّٰهِ وَ اَلُحَمُدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اَللّٰهُ أَكُبَر وَلَا حَوُلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“[1]
- ”سُبُحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمُدِهٖ“ (سومرتبہ)[2]
- ”لَا حَوُلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بَاللّٰهِ“[3]
- ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ [آل عمران: ١٧٣]
- «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحُدَهٗ لَا شَرِيُكَ لَهٗ لَهٗ الُمُلُكُ وَ لَهٗ الُحَمُدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيٍّ قَدِيُر» (صبح سومرتبہ اورکم ازکم دس مرتبہ)[4]
- ”اَسُتَغُفِرُ اللّٰهِ وَأَتُوبُ إِلَيُهِ“ (سومرتبہ روزانہ)[5]
- صبح وشام درودشریف کثرت سے اورکم ازکم دس مرتبہ پڑھا کریں۔[6]

تَمَّ وَ لِلّٰهِ الُحَمُدُ اَلَّذِيُ بِنِعَمِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.

---

[1] سنن النسائي، مستدرك الحاكم، مسند أحمد (٥١٣)، وصححه أحمد شاكر

[2] صحيح مسلم (٢٦٩٢)

[3] صحيح البخاري (١١/٢١٣)، صحيح مسلم (٤/٢٠٧٦)

[4] صحيح البخاري (٣٢٩٣)، صحيح مسلم (٢٦٩١)، مسند أحمد (١٤/٣٣٦) و صححوه.

[5] صحيح البخاري (٦٣٠٧)، صحيح مسلم (٢٧٠٢)

[6] معجم طبراني كبير، صحيح الترغيب (١/٢٧٣)

اس کتاب کی طباعت واشاعت میں ہمارے ساتھ

ہمارے دوست انجینئر محمد نسیم حفظہ اللہ ولد محمد مرسلین رحمہ اللہ

(الخبر، سعودی عرب، بحرین، منشی پورہ، مئو، انڈیا)

نے اپنے مرحوم والدین غفر اللہ لنا و لھما

اور اہلیہ مرحومہ عابدہ نسیم رحمھا اللہ بنت ڈاکٹر عبدالماجد لاری حفظہ اللہ

کے صدقہ جاریہ کیلئے تعاون کیا ہے۔

غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَ لَہٗ وَ لِوَالِدَیْنَا وَ لِوَالِدَیْہِ وَ زَوْجَتِہٖ

وَ جَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ۔

ابوعدنان محمد منیر قمر

SAFINA-E-NAJAAT

Published By

توحید پبلیکیشنز

Tawheed Publications

#43, S.R.K. Garden, BENGALURU-41

Email : tawheed_pbs@hotmail.com

khanmr1977@gmail.com

URDU

83

Read "Tawheed Publications" books for authentic information about ISLAM